رحیما احمدی

شرح اردو

کریما سعدی

تالیف

حضرت الحاج مولانا محمد احمد صاحب مفتاحی

بانی و مہتمم جامعہ عربیہ ضیاء العلوم آصف آباد چندپورہ

ترتیب و اہتمام

محمد ذاکر حسین القاسمی

رکن تنظیم و ترقی دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ فیض مسیح الامت

جامعہ عربیہ ضیاء العلوم آصف آباد چندپورہ، بلند شہر، یوپی، الہند

و بھیسانی اسلامپور وایا تھانہ بھون ضلع مظفر نگر، یوپی، الہند۔ پن کوڈ ۲۴۷۷۷۷

نگرانِ اعلیٰ حضرت مولانا الحاج محمد احمد صاحب مفتاحی بھیسانوی

نام کتاب : رحیما احمدی شرح اردو کریما سعدی

تالیف : حضرت مولانا محمد احمد صاحب بانی ومہتمم جامعہ عربیہ ضیاء العلوم آصف آباد چندپورہ بلندشہر

ترتیب واہتمام : محمد ذاکر حسین قاسمی رکن تنظیم وترقی دارالعلوم دیوبند: ورکن شوریٰ جامعہ ھٰذا۔

طبع اوّل : ۱۴۲۶ھ ۲۰۰۵ء تعدا گیارہ سو

طبع دو : ۱۴۳۲ھ ۲۰۱۱ء تعدا گیارہ سو

طبع سوم : ۱۴۳۴ھ ۲۰۱۳ء تعدا گیارہ سو

صفحات : ۸۰ ہدیہ 70/ روپے۔

عرضِ مؤلف

مع دعائیہ کلمات مسیح الامت وپیشین گوئی رفیق الامت

احقر نے جب کریما کا ترجمہ منظوم ومنثور مع شرح اردو مرتب کیا تو مرشدی وشیخی حضرت مولانا مسیح الامت خان صاحب ؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر ذکر کیا تو حضرت نے پوچھا کیا آپ شاعر ہیں میں نے عرض کیا حضرت نہیں، آپ کی برکت سے کچھ کہہ لیتا ہوں بولے اچھا سناؤ۔ احقر نے کریما کا شعر اول مع ترجمہ منظوم سنایا تو حضرت نے پسند فرمایا اور یہ دعائیہ کلمات ارشاد فرمائے۔ خدا کرے کتابت بھی اچھی ہو، طباعت بھی اچھی ہو، اشاعت بھی اچھی ہو، اور ایک مفاحی تو ایسا بھی ہو اور میرے زمانہ طالب علمی میں ایک بار مجھے استاذی حضرت علامہ رفیق احمد صاحب ؒ بھیسانوی سابق شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد ودار العلوم وقف دیوبند ومظاہر علوم وقف سہارنپور نے لکھنے کی مشق کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا تھا کہ تو کریما کا حاشیہ لکھ دے ان دونوں بزرگوں کی توجہات اور دعائیہ کلمات کا یہ اثر ہے جو آپ کے پیش نظر ہے، صاحبزادہ حضرت مسیح الامت حضرت مولانا صفی اللہ خان صاحب سابق مہتمم جامعہ مفتاح العلوم جلال آباد وحضرت مولانا محمد یٰسین صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ ہذا نے اس کی تائید وتصدیق فرما کر دستخط فرمائے، ناظرین غلطی کی اصلاح فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ

محمد عمر غفرلہ

محمد یاسین عفی عنہ — صفی اللہ

چاہتے ہیں تیری پناہ اے خدا ہم کہ شیطان دیتا ہے رنج و الم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع ہے تیرے نام سے اے کریم بڑا مہربان ہے نہایت رحیم

حدیث میں آتا ہے کہ ہر ذی شان کام کو بسم اللہ اور اللہ کی حمد سے شروع کیا جائے اس لیے شیخ بھی اولاً بسم اللہ اور پھر اللہ کی حمد بیان کر رہے ہیں۔

در حمد باری تعالیٰ ✻ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں

در۔ میں، حمد۔ اللہ کی تعریف، باری۔ پیدا کرنے والا۔ ایجاد کرنے والا مراد اللہ تعالیٰ کہ سب چیز کا خالق ہے۔ ترکیب: این بیان ثابت است. در حمد باری تعالیٰ۔ ایں اسم اشارہ، بیان مشار الیہ۔ دونوں ملکر مبتدا، در جار حمد مضاف، باری تعالیٰ مضاف الیہ، مرکب اضافی ہو کر مجرور پھر وہ جار مجرور سے ملکر متعلق ثابتؒ کہ اور وہ خبر ہے اور است حرف رابطہ ہے مبتدا اپنی خبر اور رابطہ سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

کریما بہ بخشائے بر حالِ ما کہ ہستم اسیر کمندِ ہوا
رحم کر میرے حال پر اے خدا کہ ہوں میں گرفتار قیدِ ہوا
اے کریم رحم کر یا بخشش کر ہمارے حال پر اس لیے کہ ہوں میں خواہش کی کمند کا قیدی

تشریح: کریم، بزرگ، فیاض، سخی، درگزر کرنے والا۔ کریما میں الف ندا کا ہے۔ بہ بخشا، امر از بخشودن، ب زائد۔ ہستم فعل ناقص، ضمیر اس کا اسم۔ اسیر بمعنی قیدی مضاف کمند بمعنی پھندا و جال مضاف الیہ۔ ہوا، خواہش نفس۔ فائدہ ۱: فیض کریم میں کریم کے مختلف معنی بیان کرتے ہوئے ایک پہچان یہ بیان کی جو خود کھاتے پیتے نہیں لیکن دوسروں کو بغیر احسان کے کھلاتے پلاتے، سخی خود بھی کھاتا ہے اوروں کو بھی کھلاتا ہے۔ بخیل اپنی تن پروری کرتا ہے بس۔ لئیم نہ خود کھاتا ہے نہ دوسروں کو کھلاتا ہے اور کچھ دینا دلانا پسند کرتا ہے۔ فائدہ ۲: مصرعۂ اول کے اخیر میں ضمیر ما جمع متکلم ہے، تاکہ دعا سب کو

شامل ہو اور ثانی مصرعہ میں مستتر ضمیر واحد متکلم ہے کہ گرفتارِ نفس ہونیکی نسبت محض اپنی طرف کی اوروں کو شامل نہ کیا اس میں تواضع بھی ہے اور بلاغت بھی۔ **مطلب:** اللہ ہی رحم فرمائے تو نفس و شیطان سے بچاؤ ہے ورنہ نہیں اور یہ دو سب کے پیچھے لگے ہیں۔ اس لیے شیخ بھی اللہ سے دعا گو رہے ہیں رحمت و مغفرت اور ہوائے نفس سے حفاظت کی۔

نداریم غیر از تو فریاد رس	توئی عاصیاں را خطا بخش و بس
نہ تیرے سوا رکھوں فریاد رس	تو ہی مجرموں کو بخشتا ہے بس
نہیں رکھتے ہیں ہم تیرے سوا فریاد کو پہنچنے والا	تو ہی ہے گناہگاروں کی خطا بخشنے والا اور بس

نداریم فعل مضارع منفی جمع متکلم از داشتن۔ غیر از تو، تیرے سوا، غیر مضاف، از بیانیہ تو مضاف الیہ۔ فریاد رس اسم فاعل سماعی۔ از فریاد و رس بمعنی فریاد کو پہنچنے والا۔ توئی مرکب از تو کلمہ حصر و تاکید بمعنی تو ہی ہے۔ عاصیاں جمع عاصی کی بمعنی گناہگار۔ را علامت اضافت خطا بخش اسم فاعل سماعی از خطا و بخش بمعنی خطا معاف کرنے والا۔ و بس اور بس یعنی تو کافی ہے۔ **مطلب:** اے اللہ ہم تیرے سوا کسی کو فریاد رس اور مشکل کشا نہ جانیں اور نہ مانیں اس لیے کہ تو ہی گناہ اور خطا معاف کرتا ہے اور سب کا حاجت روا ہے۔

نگہدار مارا از راہِ خطا	خطا درگزار و صوابم نما
راہِ خطا سے تو ہم کو بچا	خطا معاف کر سیدھا رستہ دکھا
محفوظ رکھ ہم کو غلط راہ سے	غلطی درگزر کر اور درست راہ مجھے دکھا

تشریح: نگہدار، نگہ بمعنی نظر و حفاظت۔ دار امر از داشتن۔ مارا ہم کو۔ اور یہ دار کا مفعولِ اوّل اور نگہ مفعولِ ثانی۔ ترجمہ رکھ ہم کو با حفاظت یعنی محفوظ۔ ز حرف جر بمعنی سے۔ راہ خطا، مرکب اضافی و توصیفی دونوں ہو سکتا ہے اگر اضافی ہو۔ ترجمہ غلطی اور گناہ کی راہ، راستہ۔ ترجمہ میں توصیفی کا خیال کیا گیا۔ خطا غلطی، بھول چوک، گناہ۔ در گزر، در گزار میں در زائد۔ اور گزار گزارشتن سے امر کا واحد حاضر ہے اور گزارشتن بھی مصدر ہے بمعنی معاف اور درگزر کرنا گویہ مصدر تیسیر المبتدی میں نہیں ہے۔ واؤ حرف عطف بمعنی اور صوابم میں صواب

سے مراد ٹھیک راہ۔ تم ہمنا امر حاضر کا مفعول اوّل۔ اور صواب مفعول ثانی۔ حاصل یہ ہے کہ یا الٰہی ہم کو شیطانی اور غلط راستہ سے بچا اور اگر شیطان کے بہکائے میں آئیں تو معاف فرما کر سیدھی راہ چلنے کی توفیق عطا فرما۔ (فیض کریم) ۱۲

در ثنائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ✻ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں

زباں تا بود در دہاں جائے گیر — ثنائے محمّد بود دلپذیر
زبان جب تلک ہوئے منہ میں اسیر — محمّد کی تعریف ہو دلپذیر
زبان جبتک ہوے منہ میں جگہ پکڑنے والی (قائم) — حضرت محمدؐ کی تعریف ہوے دل پسند

تشریح: تا جب تک۔ بود مضارع واحد غائب از بودن بمعنی ہونا۔ در دہاں، منہ میں جائے گیر اسم فاعل سماعی، از جائے اسم و گیر امر بمعنی جگہ پکڑنے والا۔ قائم موجود۔ ثنا محمّد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور حمد اللہ کی تعریف۔ دلپذیر اسم مفعول سماعی از دل و پذیر امر بمعنی دل کا قبول کیا ہوا، یعنی دل پسند، یا من پسند۔ **مطلب** یہ ہے جب تک منہ میں زبان اور جسم میں جان ہے آپ کی تعریف ہمارے لیئے دل پسند رہے گی اور ہم برابر آپ کی تعریف کرتے رہیں گے آگے آپ کے بعض اوصاف کا بیان ہے۔

حبیبِ خدا اشرفِ انبیار — کہ عرشِ مجیدش بود متّکا
خدا کے حبیب اشرف الانبیار — بڑا عرش ان کا ہوا متکا
خدا کے حبیب نبیوں کے سبسے بزرگ — کہ بڑا عرش ان کا ہوا تکیہ گاہ یا مسند

تشریح: حبیب، دوست، محبوب، معشوق، یار (لغات کشوری)۔ خدا، صاحب، مالک، دراصل خود آ تھا بمعنی خود بخود آنیوالا کہ وہ اپنے وجود میں کسی کا محتاج نہیں یاد رہے خدا اضافت کی شکل میں دوسرے کے لیے بولا جاسکتا ہے، تنہا نہیں جیسے ناخدا، ملاح اور صرف خدا بمعنی اللہ ہے نہ کہ غیر۔ اشرف، بزرگ، زیادہ، یا سب سے بزرگ کہ یہ صیغہ اسم تفضیل ہے۔ انبیار، جمع نبی کی بمعنی بہت سے نبی یا پیغمبر۔ کہ توصیفی۔ عرش، عرش نام

ہے۔ چھت، تخت، اور وہ آسمان جو ساتویں آسمان کے اوپر ہے جس کے اوپر کرسی ہے۔ مجید بزرگ۔ شِن مضاف الیہ متکا کا دراصل متکاش تھا۔ وزن شعر کی بنا پر آگے پیچھے ہوا۔ متکا، تکیہ گاہ مسند۔ لغاتِ کشوری، بود بمعنی ماضی قریب ہے۔ **مطلب** یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب اور مقبول اور تمام رسولوں میں افضل ہیں آپ شبِ معراج میں عرش الٰہی پر پہنچے کہ جبرئیل بھی پیچھے رہ گئے۔ کیا خوب کہا ہے،

ایک فرشتہ جہاں پر نہ مارے گامزن تھے وہاں حق کے پیارے

سوار جہاں گیر یکراں براق کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق

وہ فاتح سوار ہیں سواری براق گزرے سما سے ہے نیلی رواق

تیز رفتار براق کے ایسے دنیا کو فتح کرنیوالے سوار جو گزر گئے نیلی چھت والے محل سے یعنی آسمان سے

تشریح: سوار، سوار۔ جہانگیر، اسم فاعل سماعی، دنیا کو لینے یا فتح کرنیوالا۔ یکراں عمدہ یا اصیل یا قیمتی اور سرخ گھوڑا جس کی گردن اور دم کے بال سفید ہوں یا وہ گھوڑا کہ جو کھڑے ہوتے وقت چوتھا پاؤں معمولی ٹیکے۔ براق وہ سواری جس پر شبِ معراج میں آپ سوار ہوئے کہ اس کا قد خچر سے کم تھا، بہت تیز رو اور بعض نے کہا یہ دراصل رانِ یک تھا یعنی وہ گھوڑا جس نے سوائے ایک سوار کے دوسرے کی ران نہ دیکھی ہو اور ظاہر ہے اس براق پر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی سوار ہوئے ہیں۔ بگذشت ماضی مطلق ب زائد۔ قصر، محل۔ نیلی منسوب طرف نیل کی بمعنی نیلا۔ رُواق، رِواق دونوں طرح ہے بمعنی چھجہ، چھت، قصرِ نیلی رواق، مراد آسمان ہے۔ **ترکیب**: سوار، موصوف۔ جہانگیر، صفت۔ موصوف باصفت مضاف ہوا۔ براق، موصوف مؤخر۔ یکراں صفتِ مقدم موصوف باصفت مضاف الیہ ہوا سوارِ جہانگیر کا۔ پھر مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر موصوف کہ توصیفیہ بگذشت سے آگے پورا جملہ صفت ہوا موصوف باصفت جملہ موصوفہ ہوا۔ اور ممکن ہے جہانگیر پھر مثل یکراں کے براق کی دوسری صفت مقدم ہو اب براق اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا، سوار مضاف کا، آگے ترکیب وہی ہے۔ ترجمہ ہوگا ہمارے حضورؐ سوار ہیں دنیا کو (فتح) طے کرنیوالے تیزرو

براق کے۔ مطلب: یہ ہے کہ ہمارے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو فتح کرنے والے ہیں کہ ساری دنیا تابع ہوگئی اور معراج کی رات میں بہت تیز برق رفتار کے براق کے اوپر آپ سوار ہوئے کہ آن کی آن میں بیت المقدس پھر وہاں سے ساتوں آسمان وغیرہ کی سیر کے بعد لوٹ آئے۔ ذرا لائے تو کوئی اس کی نظیر

خطاب بہ نفس ❋ خطاب نفس سے (اپنے)

چہل سال عمرِ عزیزت گذشت	مزاجِ تو از حالِ طفلی نگشت
گذری یوں ہی عمر چالیس سال	اب تک نہ بدلا ہے بچپن کا حال
چالیس سال تیری پیاری عمر کے گزر گئے	تیرا مزاج بچپن کی حالت سے نہ بدلا

تشریح: چہل سال، چالیس سال۔ عمرِ عزیز مرکب توصیفی ہو کر مضاف۔ ت مضاف الیہ بمعنی تیری پیاری عمر۔ مزاج وہ کیفیت جو چاروں عنصر کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے ویسے مزاج کے معنی ایک چیز کو دوسروں سے ملانے کے بھی آتے ہیں۔ حال تو، تیری حالت۔ طفلی، بچپن طفلی میں، ی مصدری طفل، نومولود بچہ۔ نگشت ماضی منفی کا واحد غائب۔ از گشت بمعنی پھرنا یا بدلنا (فیض کریم)۔ مطلب: اے انسان خطاب عام ہے یہ بھی ہے کہ خود کو مخاطب کرتے ہیں کہ تیری قیمتی اور پیاری عمر کا بہت سا حصہ یونہی بیکار گزر گیا اور اب بھی وہی بچپن کی حالت باقی ہے آگے عمر ضائع کرنے کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

ہمہ با ہوا و ہوس ساختی	دمے با مصالح نہ پرداختی
موافق تو خواہش کے ہر دم ہوا	نہ نیکی میں مصروف ایک دم ہوا

(ابتک) تمام عمر خواہشِ نفس اور حرص کی موافقت کی تو نے۔ ایک دم نیکیوں میں نہ مشغول ہوا تو

تشریح: ہمہ، تمام، سب، اسکے بعد عمر یا وقت محذوف ہے۔ ہوا، خواہشِ نفس۔ واؤ بمعنی اور۔ ہوس، حرص۔ ساختی واحد حاضر ماضی مطلق کا۔ دمے، ایک دم، ایک گھڑی یا وحدت کی۔ با ساتھ۔ مصالح جمع مصلحت کی بمعنی نیکی یا کسی چیز کی اصلاح کا سامان

نہ پرداختی ماضی مطلق منفی معروف کا واحد حاضر از پرداختن۔ (فیض کریم)
مطلب : ظاہر ہے کہ تو نے اب تک ساری عمر نفسانی خواہشات یا حرص وہوا میں بیکار کی اچھے کاموں میں ذرا سا وقت بھی نہ لگا سکا۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار — مباش ایمن از بازیٔ روزگار
بھروسہ نہ کر عمر ہے بے ثبات — زمانہ سے نہ ہو مطمئن نیک ذات
مت کر بھروسہ ناپائیدار عمر پر — مت ہو بے خوف زمانے کی گردش سے

تشریح : مکن فعل نہی از کردن کن ہوا پھر مکن بمعنی مت کر۔ تکیہ، اعتماد، بھروسہ، ٹیک۔ بر، پر۔ عمر، زندگی۔ ناپائیدار، نہ ٹھہرنے والی، بے ثبات۔ مباش، فعل نہی کا واحد حاضر از بودن۔ ایمن، بے خوف، مطمئن۔ از، سے۔ بازی، کھیل کود، فریب اور دھوکہ نیز بمعنی گردش اور حادثہ۔ روزگار، زمانہ۔ مطلب : اس خیال میں نہ رہنا چاہئے کہ ابھی عیش وعشرت میں بسر کرلیں بعد میں توبہ کرلیں گے اس لیے کہ عمر فانی ہے اور موت آنی ہے اور نامعلوم کب اور خدانخواستہ حالات ایسے بن جائیں نہ توبہ کر سکے اور نہ اچھے اعمال کر سکے۔ اس لیے موجودہ وقت کو غنیمت سمجھو اور اعمال صالحہ کی طرف متوجہ رہو۔
(فیض کریم)

در مدح کرم ❋ کرم کی تعریف میں

کرم، اچھے اخلاق و عادات کا جامع ہے کرم کے معنی بخشنا۔ مروت کرنا، بزرگوار ہونا درگزر کرنا، احسان و مہربانی کرنا اور سخاوت کرم کا ایک خاص فرد ہے کرم کے بعد سخاوت کا ذکر ایک عام چیز کے بعد خاص کا ذکر ہے اور یہ اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سخاوت کرم کا بہترین فرد ہے۔ (فیض کریم)

دلا ہر کہ بنہادِ خوانِ کرم — بشد نامدار جہانِ کرم
بچھایا اے دل جس نے خوانِ کرم — ہوا نامدارِ جہانِ کرم

اے دل جس نے رکھا کرم کا دستر خوان ہوا مشہور کرم کی دنیا میں

تشریح: دلا منادی الف ندا کا اے دل۔ ہرکہ، جوکہ، جس نے۔ بنہاد، ب زائد۔ نہاد ماضی مطلق از نہادن[1]۔ نامدار، مشہور، بنامدار مضاف ہے، جہانِ کرم، مرکب اضافی کی طرف۔ جہاں، دنیا۔ حاصل یہ ہے: جو دنیا میں احسان و کرم کی روش اختیار کرتا ہے اور مہمانوں اور مسافروں کی مہمان نوازی اور دلجوئی کرتا ہے۔ تو اسے احسان کی وجہ سے دنیا میں شہرت، ناموری یا سرداری حاصل ہوتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حاتم طائی وغیرہ۔ (فیض کریم) کہتا ہے بندۂ ناچیز جیسے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم و ابراہیم اور حاتم طائی وغیرہ۔

کرم نامدار جہانت کند کرم کامگارِ امانت کند
جہاں میں کرے گا کرم نامدار اماں میں کرے گا تجھے کامگار
کرم دنیا کا مشہور تجھ کو کرے کرم امن کا کامیاب تجھ کو کرے

تشریح: جہانت میں ت بمعنی ترا مفعول ہے۔ کند فعل مضارع کا۔ کامگار، کامیاب امانت میں ت ضمیر بمعنی ترا و امان بمعنی امن، پناہ۔ مطلب: کرم کے سبب، لوگوں میں مشہور اور ان کے شر سے محفوظ اور مامون رہے گا کہ سخی سے غیر بھی نہ رکھے بیر (دشمنی)۔

ورائے کرم در جہاں کار نیست وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
کرم کے سوا نہیں دنیا میں کار نہیں گرم زیادہ ہے اس سے بازار
کرم کے سوا دنیا میں کوئی کام نہیں ہے اور اس سے زیادہ گرم کوئی بازار نہیں ہے

تشریح: ورآئے، سوا، علاوہ۔ کار یعنی کارے۔ نیست فعل ناقص بمعنی نہیں ہے وزیں یعنی واز ایں۔ الف گرا دیا بمعنی اور اس سے۔ گرم تر۔ زیادہ گرم۔ ہیچ، کچھ، کوئی۔ نیست بمعنی کچھ بھی نہیں ہے۔ مطلب: کرم سب سے بہتر کام ہے یا مبالغہ ہے تعریف میں

---

[1] خوانِ کرم، مرکب اضافی مفعول نہاد کا، بمعنی کرم کا دستر خوان۔ شد ماضی مطلق از شدن۔

یا یوں کہو بعض اوقات وہ سب سے بہتر ہے۔

کرم مایۂ شادمانی بود	کرم حاصلِ زندگانی بود
ہوا شادمانی کی پونجی کرم	ہوا زندگانی کا حاصل کرم
کرم خوشی کی پونجی ہے	کرم زندگی کا حاصل و مقصد ہے

تشریح: مایہ، پونجی۔ شادمانی، خوشی۔ حاصل پیداوار، نتیجہ، نفع، مقصد، خلاصہ۔ زندگانی، زندگی۔ حاصلِ زندگانی مرکب اضافی ہے۔ مطلب: صاحبِ کرم خود بھی خوش دوسرے بھی اس سے خوش کیونکہ زندگی کا مقصد ہی کرم کرنا ہے یا یہ کہئے کہ وہ زندگی کا نفع ہے جو اس سے محروم وہ زندگی کے نفع سے محروم۔ (فیضِ کریم)

دلِ عالمے از کرم تازہ دار	جہاں راز بخشش پُر آوازہ دار
کرم سے جہاں کا تو دل تازہ رکھ	کرم سے جہاں کو خوش آوازہ رکھ
پوری دنیا کا دل کرم سے خوش رکھ	دنیا کو بخشش سے پر شہرت رکھ

تشریح: عالمے، تمام جہاں۔ تازہ دار بمعنی خوش دار خوش رکھ۔ جہاں را میں را علامتِ مفعول۔ پرآوازہ، شہرت سے پر۔ مطلب: کرم اور بخشش سے دنیا کے لوگوں کو راضی رکھ، کیونکہ اس سے تیری خوب شہرت ہوگی اور عزت زیادہ۔

ہمہ وقت شو در کرم مستقیم	کہ ہست آفرینندۂ جاں کریم
کرم میں تو ہردم رہے مستقیم	ہے خالق تری جان کا بھی کریم
ہر وقت ہو کرم میں سیدھا و ثابت قدم	اس لیے کہ جان کا ہے پیدا کرنے والا کریم
	(اور وہ اللہ ہے)

تشریح: ہمہ، ہمیشہ، ہر وقت۔ شو، ہو۔ یہ امر ہے۔ مستقیم، سیدھا و ثابت قدم آفرینندۂ جاں، مرکب اضافی۔ آفرینندہ اسم فاعل قیاسی ہے۔ مطلب: ہر وقت کرم

میں ثابت قدم رہنا چاہئے اس لیے کہ اللہ میاں بھی کریم ہیں جو سب کا خالق اور مالک ہے۔

درصفتِ سخاوت ❋ سخاوت کی تعریف میں

صفت کسی چیز کا حال بیان کرنا۔ سخاوت بمعنی بخشش کرنا، نعمت میں سے کسی کو حصہ دینا جیساکہ گزرا کہ یہ کرم کا سب سے بہتر فرد ہے اس کے فضائل قرآن اور حدیث میں کثرت سے وارد ہیں۔ (فیض کریم)

سخاوت کند نیک بخت اختیار — کہ مرد از سخاوت شود بختیار
سخاوت کرے نیک بخت اختیار — رہے گا سخاوت سے وہ بختیار
سخاوت کرتا ہے نیک بخت اختیار — اس لیے کہ مرد سخاوت سے ہوتا ہے نصیبہ ور

تشریح: نیک بخت، نیک نصیب۔ اختیار، پسند یا ناپسند کرنا۔ کہ، اس لیے۔ بختیار، دولت مند، نصیبہ ور مشتق از بخت ویار کہ نصیبہ جس کا یار ہو۔ مطلب: نیک بخت آدمی سخی ہوتا ہے اس لیے کہ سخاوت سے آدمی نصیبہ ور ہوتا ہے۔

بہ لطف و سخاوت جہاں گیر باش — در اقلیم لطف و سخا میر باش
لطف اور سخاوت سے جہاں گیر رہ — ملک میں تو دونوں کے میر رہ
مہربانی اور سخاوت کے سبب دنیا کو لینے والا رہ — مہربانی اور سخاوت کے ملک میں امیر رہ

تشریح: بہ سببیہ بمعنی سبب۔ لطف نرمی، مہربانی۔ باش امر از بودن۔ اقلیم، ملک صوبہ، ربع مسکوں کا ساتواں حصہ جمع اقالیم۔ میر مخفف امیر کا بمعنی سردار، امیر۔
حاصل: لطف اور سخاوت اختیار کر تاکہ لوگ تابع ہوں اور تجھے اپنا امیر تسلیم کریں لیکن یہ نیت نہ ہو کہ تابع ہو کر مجھے امیر بنائیں یہ تو اس کا لازمی اثر ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ اس کی نیت کر کے ثواب ختم کیا جائے۔

سخاوت بود کارِ صاحبدلاں — سخاوت بود پیشۂ مقبلاں

سخاوت ہوا کارِ صاحبدلاں　　سخاوت ہوا پیشۂ مقبلاں
سخاوت ہے زندہ دل لوگوں کا کام (یعنی اللہ والے لوگوں کا)۔ سخاوت ہے نصیبہ والوں کا پیشہ

تشریح: صاحبدلاں جمع ہے صاحبدل کی وہ شخص جس کا دل یادِ الٰہی سے زندہ ہو پیشہ ہنر، کام۔ مقبلاں جمع مقبل کی، نصیبہ والا۔
مطلب: اللہ والے اور نصیبہ ور لوگ سخاوت کو اپناتے ہیں۔

سخاوت مسِ عیب را کیمیاست　　سخاوت ہمہ درد ہا را دواست
عیب کے تانبے کی ہے یہ کیمیا　　اور سارے دردوں کی ہے یہ دوا
سخاوت تانبے کے عیب کے واسطے کیمیا ہے۔　سخاوت تمام دردوں کی دوا ہے۔

تشریح: مس، تانبا۔ مسِ عیب مرکب اضافی بمعنی عیب کا تانبا۔ را علامت اضافت یہاں اضافتِ تشبیہی ہے۔ کیمیا وہ ہے جس کو تانبے پر پھیرنے سے سونا بن جاتا ہے۔ کیمیا مضاف مؤخر اور مسِ عیب مضاف الیہ مقدم۔ ہمہ دردہا، دراصل دردہائے ہمہ تھا یہ مرکب اضافی مقلوبی ہے۔ مطلب: سخاوت عیبوں کو ڈھانپنے والی ہے لوگ سخی کے عیب نظر میں نہیں لاتے اور سخاوت درد اور آفات کا علاج ہے حدیث میں ہے صدقہ بلا کو ٹالتا ہے۔

مشو تا تواں از سخاوت بری　　کہ گوئے بہی از سخاوت بری
نہ ہو حد امکاں سخاوت سے دور　　کامرانی پائے گا اس سے ضرور
مت ہو جب تک ہو سکے سخاوت سے جدا　　کیونکہ کامیابی کی گیند سخاوت کے سبب لیجائیگا تو

تشریح، مشو، فعل نہی از شدن۔ تا جب تک۔ تواں بضم تا، بمعنی قدرت، طاقت۔ تا تواں بمعنی تا توانی جب تک طاقت رکھے یا جب تک ہو سکے گویا تا تواں کے لفظی معنی جب تک طاقت والا ہے تو کہ ی مخاطب کی ہے نیز تواں بمعنی توانی اور توانی مضارع واحد حاضر از مصدر توانستن ہے بمعنی طاقت رکھے تو۔ بری جدا۔ مطلب: حتی الامکان

سخاوت کرنا چاہئے نہ یہ کہ اس کو چھوڑ بیٹھیں اس لیے کہ اس کی وجہ سے بہتری اور بہبودی میں سبقت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (فیضِ کریم)

در مذمّتِ بخیل ✻ بخیل کی بُرائی میں

مذمّت، پہلے میم کے فتح اور دوسرے کی تشدید بمعنی برائی یا برائی بیان کرنا۔ بخیل، بخل کرنیوالا اس بخیل کو کہتے ہیں کہ جس چیز کا خرچ کرنا جائز شرعاً یا اخلاقاً ضروری ہے۔ وہ اسمیں تنگدلی کرے۔ علاج: مال کی محبّت دل سے نکالدینا اور نفس پر زور دیکر خرچ کرنا اور یاد الٰہی میں مصروف ہونا اور لمبے لمبے پلان نہ بنانا۔ بخیل، سخاوت کا بالمقابل ہے اس کے بعد اسے لانا بہت موزوں ہے۔

اگر چرخ گردد بکامِ بخیل ور اقبال باشد غلامِ بخیل

گھومے فلک گر بخیلوں کے کام اگرچہ نصیبہ ہو اس کا غلام

اگر آسمان گھومے بخیل کے مقصد کے موافق، اور اگرچہ نصیبہ ہو بخیل کا غلام۔

تشریح: چرخ، آسمان۔ گردد مضارع از گشتن بمعنی ہوئے گھومے پھرے۔ بکامِ بخیل مرکب اضافی۔ ب بمعنی موافق۔ کام مضاف، مقصد۔ بخیل مضاف الیہ۔ اقبال، نصیبہ۔ غلام نوکر بندہ۔ مطلب: یہاں سے لے کر چوتھے مصرعہ تک شرط اور نیز دسب کی جزا ہے۔

وگر در کفش گنج قارون بود وگر تابعش ربع مسکوں بود

مال قارونی کا مالک ہو اگر ساری دنیا اس کے تابع ہو اگر

اور اگر اس کے ہاتھ میں قارون کا خزانہ ہووے، اور اگرچہ اس کے تابع پوری دنیا ہووے۔

تشریح، وگر دراصل و اگر کا مخفف ہے۔ در کفش، کف ہتھیلی یعنی اس کے ہاتھ اور قبضہ میں ہو۔ گنج، خزانہ، قارون موسیٰ علیہ السّلام کی قوم سے اور انھیں کے زمانہ میں ایک بہت مالدار اور سردار گزرا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی شان میں گستاخی اور زکوٰۃ کا انکار کرنے کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا اپنے خزانہ سمیت، تابع، فرمانبردار، ربع مسکوں سے مراد تمام دنیا۔

نیرزد بخیل آنکہ نامش بری ... دگر روزگارش کند چاکری
لائق نہیں اس کے نام اس کا لیں ... گو اہلِ زماں اس کے نوکر رہیں
نہیں لائق ہے بخیل اس کے کہ اس کا نام لیوے تو، اگرچہ زمانہ اس کی کرے نوکری

تشریح: نیرزد، مضارع منفی از ارزیدن بمعنی بکنا، برابر ہونا، لائق ہونا۔ آں اسم اشارہ امر مشار الیہ محذوف ہے۔ (فیض کریم) نامش مرکب اضافی۔ بری سے جائے تو یا لیوے تو یہ مضارع کا واحد حاضر ہے۔ روزگارش، روزگار، زمانہ بمعنی اہلِ زمانہ۔ ش، مضاف الیہ۔ چاکری، نوکری خدمتگاری۔ حاصل: تینوں شعروں کا یہ ہے اگرچہ بخیل میں یہ سب اوصاف ہوں کہ خدائی حکم سے آسمان اس کی آرزو اور مقصد برآری کے لیے چکر کاٹتا رہے اور نصیبہ اس کی غلامی کرے اور زمانہ اس کی نوکری تاہم وہ اس قابل نہیں کہ اس کی تعریف کے لیے اس کا نام لیا جائے، فیض کریم میں کہا اگر تیسرے شعر کے مصرعہ برعکس ہوتے تو نہایت موزوں ہوتا۔ تاکہ جزا سب کے بعد میں ہوتی۔

مکن التفاتے بمالِ بخیل ... مبر نامِ مال و منالِ بخیل
توجہ نہ کر سوئے مالِ بخیل ... نہ ہو نام لیوا تو چیزِ بخیل
مت کر کچھ توجہ بخیل کے مال کی طرف، مت لے نام بخیل کے مال واسباب کا۔

تشریح: مکن فعل نہی کا واحد حاضر از کردن۔ التفاتے، کچھ توجہ۔ التفات، توجہ کرنا، گوشہ چشم سے دیکھنا کہ اس میں یا تحقیر و تذلیل کے لیے ہے۔ بمال، با بمعنی طرف ہے مالِ بخیل مرکب اضافی ہے۔ مبر مت لے منال میم کے فتحہ سے، جاگیر، جائیداد، دھن، دولت، گھریلو سامان۔ حاصل: بخیل کے مال کی طرف ادنیٰ توجہ بھی نہ کرنی چاہیے اور اس کے ساز و سامان کا نام زبان پر بھی نہ لانا چاہیے۔

بخیل ار بود زاہد بحر و بر ... بہشتی نباشد بحکم خبر
وہ خشکی تری کا ہو زاہد اگر ... بہشتی نہ ہو گا بحکمِ خبر
بخیل اگرچہ ہوئے تری اور خشکی کا زاہد ... جنتی نہ ہو گا حدیث کے حکم سے

تشریح : ار بمعنی اگرچہ زاھد جو دنیا سے بے رغبت اور آخرت کی طرف راغب اور مائل ہو بحر، دریا، سمندر۔ بر خشکی۔ زاہد بحر و بر سے مراد یعنی اس کا زاہد ہونا دنیا بھر میں مشہور ہو، بہشتی، جنتی، ی، نسبتی۔ نباشد مضارع از بودن، بحکم خبر۔ موافق حکم حدیث۔

حاصل : بخیل گو بہت بڑا عابد و زاہد کیوں نہ بن جائے، لیکن بخل کی وجہ سے جنت میں نہ جائیگا مکار، بخیل اور احسان جتانیوالا جنت میں داخل نہ ہوگا (حدیث) یعنی جب تک یہ لوگ گناہوں کی سزا نہ بھگتیں گے جنت میں نہ جائیں گے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادیں یا کسی کی شفاعت سے بخش دیں تو اور بات ہے۔ (فیض کریم)

بخیل ارچہ باشد تونگر بمال — بخواری چو مفلس خورد گوشمال

اگرچہ بخیل ہو تونگر بمال — بصد خواری اس کو ملے گوشمال

بخیل اگرچہ ہو مالدار مال کی وجہ سے، ذلت کے ساتھ مفلس کی طرح اٹھاتا ہے تکلیف۔

تشریح : ارچہ، اگرچہ۔ باشد، ہوتا ہے۔ توانگر، طاقت ور، مال دار، بمال، مال کے سبب باسببیہ ہے۔ بخواری با ساتھ، خواری، ذلت، رسوائی، بے قدری۔ چوں، مانند، مثل۔ مفلس نادار، محتاج جس کے پاس مال نہ ہو۔ گوشمال، کان مروڑنا، سزا۔ گوشمال خوردن سے مراد تکلیف اٹھانا ہے۔ مطلب : بخیل اگرچہ ظاہر میں دولت مند اور طاقتور ہوتا ہے لیکن جب ضرورت کے وقت خرچ نہیں کرتا تو مفلس کی طرح تکلیف اٹھاتا اور ذلت گوارہ کرتا ہے۔

سخیاں زاموال برمے خورند — بخیلاں غم سیم و زر مے خورند

سخی مال سے اپنے کھاتے ہیں بر — کھاتے بخیل ہیں غم سیم و زر

سخی لوگ مالوں سے پھل کھاتے ہیں، بخیل لوگ سونے اور چاندی کا غم کھاتے ہیں۔

تشریح : سخیاں سخی کی جمع ہے، اموال مال کی عربی جمع ہے، بر پھل، نفع۔ می خورند، حال از خوردن صیغۂ جمع غائب، بخیلاں بخیل کی فارسی جمع ہے۔ غم، دکھ، رنج۔ حاصل: سخی حضرات تو مال خرچ کرکے پھل کھاتے اور دونوں جہاں کے منافع حاصل کرتے ہیں لیکن بخیل لوگ ہر وقت مال جمع کرنے کی فکر میں رہتے ہیں اور یہی فکر ان کو ہر وقت گھلائے رکھتی ہے (فیض کریم)

درصفتِ تواضع ❋ تواضع کی تعریف میں

تواضع عاجزی کرنا، اپنے کو کم سمجھنا۔ قرآن وحدیث میں تواضع کے فضائل بکثرت وارد ہوئے ہیں ایک حدیث میں ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کرتا ہے۔ (فیضِ کریم)

دلا گر تواضع کنی اختیار　　شود خلقِ دنیا ترا دوست دار

اے دل گر تواضع کرے اختیار　　ہوگی یہ مخلوق سب تیری یار

اے دل اگر تواضع کرے تو اختیار　　ہووےگی دنیا کی مخلوق تجھے دوست رکھنے والی

تشریح: دلا، منادیٰ الف ندا کا اے دل۔ گر بمعنی اگر، تواضع کنی فعل مرکب کنی مضارع از کردن۔ اختیار، پسند۔ شود مضارع از شدن۔ خلق، مخلوق، دنیا، جہاں، خلق دنیا مرکب اضافی ہے۔ ترا دوستدار، اس میں ت مضاف الیہ مقدم را علامتِ اضافت۔ دوستدار اسم فاعل سماعی مضاف مؤخر اصل عبارت دوستدارت ہے۔ بمعنی تیری دوست رکھنے والی۔

حاصل: متواضع آدمی سے لوگ دوستی اور محبت کرتے ہیں۔

تواضع زیادت کند جاہ را　　کہ از مہر پرتو بود ماہ را

تواضع زیادہ کرے جاہ کو　　کہ سورج سے ہو روشنی ماہ کو

تواضع زیادہ کرتی ہے مرتبہ کو، جس طرح کہ سورج سے روشنی ہوتی ہے چاند کو۔

تشریح، زیادت، زیادہ۔ جاہ، مرتبہ۔ را کو۔ کہ مثالیہ ہے بمعنی جیساکہ، جس طرح کہ۔ مہر، سورج، چاند۔ پرتو تا کے فتحہ سے روشنی، عکس۔ ماہ، چاند۔

حاصل: تواضع سے مرتبہ میں اضافہ اور ترقی ہوتی ہے جیسے چاند کی روشنی میں بسبب تواضع کہ وہ متواضع اور خمیدہ صورت ہے سورج کے نور سے ترقی ہوتی ہے کہ آہستہ آہستہ چند ہی روز میں بدر بن کر خوب روشن ہوتا ہے۔ (فیض کریم)

تواضع بود مایۂ دوستی | کہ عالی بود پایۂ دوستی
تواضع ہے سرمایۂ دوستی | کہ بالا تر ہے رتبۂ دوستی
تواضع ہوتی ہے دوستی کی پونجی | اور بلند ہوتا ہے دوستی کا مرتبہ

تشریح: مایہ، پونجی، اصل۔ کہ بمعنی اور۔ عالی، بلند۔ پایہ مرتبہ، بنیاد۔
حاصل: تواضع سے دوستی پیدا ہوتی ہے اور اگر دوستی پہلے سے حاصل ہو تو اس کا مرتبہ بلند اور رابطہ قوی ہو جاتا ہے اور ممکن ہے کہ مصرعہ ثانیہ کا مطلب یہ بھی ہو اور دوستی بذات خود بلند مرتبہ ہے لہذا تواضع کر کے لوگوں کی دوستی حاصل کرنی چاہیئے۔

تواضع کند مرد را سرفراز | تواضع بود سروراں را طراز
تواضع کرے مرد کو سرفراز | تواضع ہے سب سروروں کا طراز
تواضع کرتی ہے مرد کو سربلند | تواضع ہوتی ہے سرداروں کے لیے زینت

تشریح: سرفراز، سربلند، سردار۔ سروراں جمع سرور کی بمعنی سردار۔ را بمعنی واسطے۔ طراز بکسر طا، نقش و نگار، آرائش اور زینت دینے والی چیز۔
حاصل: تواضع عام آدمیوں کی سربلندی اور سربلندوں کی زینت کا باعث ہے۔

تواضع کند ہر کہ ہست آدمی | نہ زیبد ز مردم بجز مردمی
تواضع کرے جو کہ ہے آدمی | نہیں زیب دے اس سے بجز مردمی
تواضع کرتا ہے جو کہ ہے اصل آدمی، نہیں زیب دیتا ہے (زیب نہیں ہے) انسان سے سوائے انسانیت کے۔

تشریح: ہر کہ، جو کہ۔ یہ اسم موصول ہے۔ ہست فعل ناقص بمعنی ہے۔ آدمی منسوب ہے آدم علیہ السّلام کی طرف۔ یہاں کامل انسان مراد ہے۔ نہ زیبد واحد غائب مضارع منفی کا بمعنی زیب اور لائق نہیں یا نہ زیب دیوے۔ مردم، میم کے فتحہ را کے سکون دال کے ضمہ کے ساتھ، کئی مرد۔ یہ اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لیے برابر ہے۔ بجز، سوا یہ حرف استثناء

ہے یہاں ہیچ چیز مستثنیٰ منہٗ مقدر ہے۔ مردمی، مروت، انسانیت۔

حاصل: کامل انسان ضرور تواضع کرتا ہے کیونکہ مرد کے لیے بجز مردانگی اور مروت کے اور کوئی چیز زیبا نہیں۔

تواضع کند ہوشمند گزیں ‏ ‏ ‏ ‏ نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں

تواضع کرے دانا مقبول سر ‏ ‏ ‏ ‏ زمیں پر رکھے شاخ پر میوہ سر

تواضع کرتا ہے مقبول عقلمند، رکھتی ہے میوہ سے لدی ہوئی شاخ سر زمین پر (مارے تواضع کے جھکی جاتی ہے)۔

تشریح: ہوشمند، صاحب ہوش، عقلمند۔ گزیں امراز گزیدن اور یہ بمعنی مفعول ہے یعنی مقبول، پسندیدہ۔ ہوشمند گزیں مرکب توصیفی ہے۔ مقبول سر سے مراد مقبول انسان ہے۔ نہد مضارع کا غائب از نہادن شاخ پر میوہ، مرکب توصیفی۔ پر میوہ یا میوے سے لدی ہوئی شاخ، سر بر زمین نہادن کنایہ جھکنے سے ہے۔ حاصل: جیسے میوہ سے لدی ہوئی شاخ زمین کی طرف جھکتی ہے تاکہ لوگ بآسانی اس کے پھلوں سے فائدہ حاصل کریں ایسے ہی پسندیدہ عقلمند جس کی عقل بمنزلِ میوہ کے ہے تواضع اور انکساری کرتا ہے تاکہ لوگ اس سے بآسانی فائدہ اٹھائیں

تواضع بود حرمت افزائے تو ‏ ‏ ‏ ‏ کند در بہشت بریں جائے تو

تواضع تیری حرمت افزائے ہے ‏ ‏ ‏ ‏ کرے وہ عدن میں تیری جائے ہے

تواضع ہوئے تیری عزت بڑھانے والی ‏ ‏ ‏ ‏ کریگی بلند جنت میں تیری جگہ

تشریح: حرمت افزائے تو مرکب اضافی حرمت افزا اسم فاعل سماعی مضاف۔ تو مضاف الیہ اس میں افزا امراز افزودن ہے۔ بہشت بریں مرکب توصیفی، بلند جنت۔ جائے تو تیری جگہ، مضاف مضاف الیہ ہے۔ حاصل: تواضع سے دنیا میں عزت بڑھتی ہے اور آخرت میں جنت ملے گی۔ (ان شاء اللہ)

تواضع کلید در جنت ست ‏ ‏ ‏ ‏ سرافرازی و جاہ را زینت ست

تواضع کلید درِ جنت ہے — سربلندی اور جاہ کی زینت ہے

تواضع جنت کے دروازے کی چابی ہے، سربلندی اور مرتبہ کی زینت ہے۔

تشریح: کلید، چابی۔ درؔ، دروازہ۔ سرافرازی، سربلندی۔ جاہ، مرتبہ۔ راؔ، واسطے۔ زینت زیبائش، آرائش۔ فیض کریم میں کہا کہ ضرورتِ شعری کی وجہ سے سرافرازی میں فا سے پہلا الف حذف ہوجائے گا۔ شعر کا مطلب ظاہر ہے جیسا کہ پہلے آچکا۔

کسے را کہ گردن کشی در سراست — تواضع از و یافتن خوشتراست

جس کسی کے بھی تکبّر سر میں ہے — پایا جانا اس کا اس سے خوشتر ہے

جس شخص کے تکبّر سر میں ہے — تواضع کا اس سے پانا بہت اچھا ہے

تشریح: کسے کہ، اسم موصول۔ گردن کشی، تکبّر سرکشی، غرور۔ تواضع از و یافتن، یعنی از و یافتنِ تواضع۔ اس سے تواضع کا پانا یا پایا جانا۔ یعنی اس کا تواضع کرنا خوشتر، زیادہ اچھا ہے۔

مطلب: جس شخص کا متکبر ہونا معلوم ہے جیسے امیر اور سردار اور ہر عہدہ دار تو ایسے لوگوں کا تکبر چھوڑ کر تواضع اختیار کرنا زیادہ اچھا اور کمال کی بات ہے اس کے بالمقابل فقیر ومسکین اور نادار لوگوں کا تواضع کرنا چنداں کمال نہیں ہے کہ یہ لوگ فقر و فاقہ اور تنگیٔ معاش کی بنا پر قدرتاً اور فطرتاً تواضع کرنے پر مجبور ہیں ایسے لوگ عادتاً متکبّر نہیں ہوتے مگر شاذ و نادر تو وہ سب سے ہی بُرے ہیں جیسا کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے بہر حال امراء وحکام کا تواضع کرنا کمال ہے اس لیے کہ اسبابِ تکبّر وخود داری موجود ہوتے ہوئے یعنی مال و دولت وغیرہ وہ پھر بھی تکبّر نہیں کرتے ہیں اور فقیروں کے لیے کوئی کمال نہیں کہ اُس کے پاس تو اسبابِ عاجزی وانکساری و فروتنی ہی موجود ہیں یعنی غربت وافلاس، تنگیٔ معاش پھر بھی وہ تواضع نہ کرے گا تو کیا جھیرے میں کرے گا۔

کسے را کہ عادت تواضع بود — زجاہ و جلالش تمتع بود

خو اس کی جس تواضع خواہ کی ہو — فائدہ اس کے جلال و جاہ سے ہو

جس شخص کی عادت تواضع ہووے، مرتبہ اور بزرگی سے اس کو نفع ہووے۔

تشریح : عادت، خصلت۔ جاہ، مرتبہ۔ جلال، بزرگی۔ شں، اس کو۔ تمتع، نفع یا فائدہ رکھنا۔ **مطلب** : متواضع آدمی کو دنیا میں یہ نفع حاصل ہوتا ہے کہ لوگوں کا پیارا اور ہر دلعزیز ہوتا ہے بخلاف متکبرین زمانہ جیسے فرعون، نمرود، ابوجہل وغیرہ۔ دیکھو تکبر نے کیا مزہ چکھایا اور ان کا انجام کیا ہوا۔

تواضع عزیزت کند در جہاں ۔۔۔ گرامی شوی پیش دلہا چو جاں

تواضع پیارا کرے اس طرح ۔۔۔ گرامی ہو لوگوں میں جان جس طرح

تواضع پیارا تجھے کرے گی دنیا میں، بزرگ ہوگا تو دلوں کے نزدیک مثل جان کے۔

تشریح : عزیز، عزت دار، باعزت، پیارا، غالب، مقبول۔ ت ضمیر مفعول کی بمعنی تجھ کو۔ گرامی، بزرگ، پیش دلہا، مرکب اضافی پیش مضاف بمعنی سامنے، آگے، نزدیک۔ دلہا جمع دل کی، بہت سے دل۔ چو، مانند، مثل۔ جان، روح۔

حاصل : انسان تواضع کی وجہ سے لوگوں میں جان کی طرح عزیز و مقبول بن جاتا ہے، لوگ دل سے اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کو بزرگ سمجھتے ہیں۔

تواضع مدار از خلائق دریغ ۔۔۔ کہ گردن ازاں بر کشی ہمچو تیغ

نہ اس کو تو لوگوں سے رکھنا دریغ ۔۔۔ سر اونچا ہو اس سے تیرا مثل تیغ

تواضع مت رکھ مخلوق سے دور، کیونکہ گردن اس کی وجہ سے بلند کریگا (کھینچے گا) تو مثل تلوار کے

تشریح : مدار، فعل نہی از داشتن۔ خلائق جمع خلق عربی جمع ہے بمعنی مخلوق۔ دریغ، افسوس، حسرت، غم۔ مراد دور اور وہ ممنوع ہے۔ برکشی میں بر زائد۔ یہ از کشیدن ہے بمعنی کھینچنا، بلند کرنا اور مضارع کا واحد حاضر ہے۔ ہمچوں، مانند۔

حاصل : تلوار کی متواضعانہ شکل ہے یعنی مڑی ہوئی۔ اس میں صورت تواضع کی ہے اس لیے جنگ میں انسانوں کی گردنوں اور سروں پر بلند ہوتی اس بنا پر اسے ظاہر میں بلندی حاصل ہوتی ہے سو اسی طرح متواضع انسان کو حقیقی سربلندی حاصل ہوگی۔ (فیض کریم بتغیر یسیر)

ترکیب : مدار فعل نہی۔ تواضع م اول۔ دریغ م دوم۔ از خلائق متعلق ہوا مدار کا۔

تواضع زگردن فرازاں نکوست | گدا گر تواضع کند خوئے اوست
تواضع ہے سرداروں سے نکو | گدا گر تواضع کرے اس کی خو

تواضع گردن بلند کرنیوالوں سے (سرداروں سے) اچھی ہے، فقیر اگر تواضع کرے اس کی عادت ہے۔

تشریح: گردن فرازاں، گردن فراز کی جمع بمعنی گردن بلند کرنیوالے۔ مراد عالی لوگ جیسے امیر وزیر سردار وغیرہ۔ نکو، اچھا، بہتر، خوب۔ گدا، فقیر، بھکاری۔ گر مخفف اگر کا۔ خوئے او مرکب اضافی۔ اس کی عادت۔ او ضمیر سے مراد فقیر ہے۔

مطلب: اوپر پہلے شعر کے ضمن میں گزر گیا۔

در مذمت تکبّر ❋ تکبّر کی برائی میں

تکبّر اپنے آپ کو صفت کمال میں دوسرے سے بڑھ کر سمجھنا اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا تصور کرے جب اللہ کی بڑائی دل میں آئیگی اپنے اور اپنے کمالات کو ہیچ پائے گا اور جسے حقیر سمجھتا ہے بجائے اس کی تحقیر کے تعظیم کرے اور اس سے بجائے بداخلاقی کے تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آئے۔

تکبّر مکن زینہار اے پسر | کہ روزے زدستش در آئی بسر
تکبّر تو ہرگز پسر نہ کرے | کہ سر کے بل اس سے تو ایک دن گرے

تکبّر مت کر ہرگز اے لڑکے، کہ ایک دن اس کے ہاتھ سے (اسکے سبب سے) سر کے بل گرے گا تو۔

تشریح: مکن، نہی کا واحد حاضر بمعنی مت کر۔ زینہار، ہرگز۔ اے پسر، اے حرف ندا۔ پسر بیٹا، لڑکا اور پسر سے مراد کبھی شاگرد، کبھی مرید، کبھی طالب علم، کبھی اپنے سے چھوٹے کو بولتے ہیں۔ روزے، ایک دن اس میں یائے وحدت کی ہے۔ زدستش اس کے سبب سے۔ چونکہ دست کے معنی ہاتھ اور کبھی سبب کے آتے ہیں۔ در آئی بسر، دراصل بسر در آئی تھا اور بسر در آمدن بمعنی سر کے بل گرنا اس لیے بسر در آئی کے معنی سر کے بل گرے یا گریگا تو یہ مضارع کا واحد حاضر ہے اور سر کے بل گرنے سے مراد ذلیل و خوار اور مبتلائے آفات ہونا ہے۔ مطلب ظاہر ہے

کہ تکبر نہ کرو ورنہ اس کے سبب ذلیل و خوار ہوگا۔

تکبّر ز دانا بود ناپسند	غریب آید این معنی از ہوشمند
تکبّر تو دانا سے ہے ناپسند	تکبّر کریگا نہیں ہوشمند
تکبّر جاننے والے سے ہوتا ہے ناپسند	کم آتا ہے یہ کام (تکبّر) عقلمند سے

تشریح: دانا، اسم فاعل سماعی از دانستن بمعنی جاننے والا یا عالم۔ ناپسند، جو پسند نہ ہو نازیبا۔ غریب، عجیب نیز بمعنی کم۔ وادو پری چیز۔ وبمعنی فقیر این معنی یہ مراد تکبّر۔ ہوشمند، ہوش والا یعنی عقلمند۔ مطلب: عالم سے تکبّر کا صدور ایک بہت ہی ناپسندیدہ اور بری چیز ہے کہ عالم ہوتے ہوئے ایسا کرے اس لیے تکبّر عالم اور عقلمند آدمی سے بہت کم صادر ہوتا ہے اور جس عالم سے صادر ہو وہ نرا عالم تو ہے عاقل نہیں ہے۔ بلکہ عالم آلم ہے یعنی رنج دینے والا عالم۔

تکبّر بود عادت جاہلاں	تکبّر نیاید ز صاحبدلاں
جاہل کی عادت تکبّر ہوا	کسی اہلِ دل سے نہ ہرگز ہوا
تکبّر ہے جاہلوں کی عادت	تکبّر نہیں آتا ہے داناؤں سے

تشریح: جاہلاں جاہل کی فارسی جمع ہے۔ مطلب ظاہر ہے بمعنی ان پڑھ و نادان۔ صاحبدلاں جمع صاحبدل کی بمعنی اللہ والا، زندہ دل، روشن ضمیر، عقلمند، دانا

تکبّر عزازیل را خوار کرد	بزندانِ لعنت گرفتار کرد
تکبّر نے شیطاں کو رسوا کیا	گرفتارِ لعنت میں اس نے کیا
تکبّر نے شیطان کو رسوا کیا	لعنت کی جیل میں گرفتار کیا

تشریح: عزازیل، شیطان کا ایک نام ہے۔ زندانِ بکسر زا بمعنی جیل، قید خانہ، لعنت خدا کی رحمت سے دور، گرفتار قیدی۔

حاصل: شیطان بڑا عابد و زاہد تھا لیکن آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے تکبّر اور انکار کیا تو ہمیشہ کے لیے لعنت کی جیل کا مستحق ہوا۔ اور مرنے کے بعد دوزخ میں گرفتار ہوگا جیسا

کہ قرآنِ حکیم میں اس کا قصّہ مفصّل مذکور ہے۔

کسے را کہ خصلت تکبّر بود	سرش پر غرور از تصوّر بود
جس کی بھی عادت تکبّر کی ہے	بھرا سر غرور اور تصوّر سے ہے

جس شخص کی عادت تکبّر ہوئے، اس کا سر غرور اور بیہودہ خیالات سے پر ہوتا ہے۔

تشریح: غرور، گھمنڈ، فریب۔ تصوّر، خیال، مراد خیال فاسد ہیں۔ سرش پر غرور از تصوّر کی ترکیبی عبارت دراصل اس طرح ہے سرش پر از غرور و از تصوّر بود یعنی اس کا سر پُر غرور اور تصوّر سے ہوئے۔ مطلب: متکبّر کا سر بھرا ہوا گھمنڈ اور فاسد خیالات سے ہوتا ہے۔

تکبّر بود مایۂ مدبری	تکبّر بود اصل بدگوہری
تکبّر ہوا پونجی بدگوہری کی	تکبّر ہوا اصل بدگوہری کی
تکبّر ہے بدبختی کی پونجی	تکبّر ہے بدذاتی کی جڑ

تشریح: مایہ، پونجی، نقدی۔ مدبری، بدبختی، ی مصدری ہے۔ اصل، جڑ، بنیاد کسی شے کی۔ بدگوہری، بداصلی، بدذاتی، کمینگی۔ اس میں یائے مصدری ہے۔
حاصل: تکبّر انسان کو بدبختی اور کمینگی کی طرف ڈھکیل دیتا ہے۔

چو دانی تکبّر چرا می کنی	خطا می کنی و خطا می کنی
پتہ ہے تکبّر کیوں کرتا ہے تو	خطا کرتا ہے پس خطا کرتا ہے تو
جب جانتا ہے تو تکبّر کیوں کرتا ہے تو	غلطی کرتا ہے تو اور غلطی کرتا ہے تو

تشریح: دانی، مضارع کا واحد حاضر از دانستن بمعنی تو جانتا ہے۔ چرا، حرف استفہام بمعنی کیوں، کس واسطے۔ خطا، گناہ، غلطی۔ می کنی حال کا واحد حاضر از کنی و آں از کردن مضارع اور خطا می کنی کو دوبارہ لانا تاکید کے لیے ہے۔
حاصل: تکبر کی برائی اور اس کا نقصان جاننے کے باوجود اس کا ارتکاب کرنا سخت غلطی ہے۔

(فیضِ کریم)

در فضیلتِ علم ❁ علم کی فضیلت کے بیان میں

علم کے معنیٰ جاننا۔ علم سے مراد علمِ دین ہے یعنی قرآن وحدیث اور فقہ جو کہ ضروری مسائلِ دینیہ کا جاننا اور عمل کرنا علمِ دین ہے جو ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے نیز علم دین وہی معتبر ہے جس سے خدا کی پہچان اور بندوں کے حقوق کی معرفت اور سعادتِ دارین حاصل ہوتی ہے

بنی آدم از علم یابد کمال — نہ از حشمت وجاہ ومال ومنال
انسان کو علم دیوے کمال — نہ دے دبدبہ اور مال ومنال

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد علم سے پاتی ہے کمال، نہ دبدبہ اور مرتبہ اور مال اور اسباب سے۔

تشریح: بنی جمع ابن کی اصل میں ابنین تھا نون۔ اخیر میں سے گرادیا اور الف شروع سے بنی رہ گیا بمعنی بہت سے بیٹے مراد بنی آدم سے انسان ہیں چونکہ حضرت آدم علیہ السلام سب کے باپ ہیں اور سب سے پہلے نبی ہیں۔ کمال، تمام، تمام ہونا، بزرگی۔ حشمت، دبدبہ۔
مطلب: کامل انسان وہی ہے جو عالم باعمل ہو نرے مال واسباب سے کمال حاصل نہیں ہوتا۔

چو شمع از پئے علم باید گداخت — کہ بے علم نتواں خدا را شناخت
ہے مثل شمع اس کے پیچھے پگھلنا — کہ بے علم رب کو نہیں ہے سمجھنا
موم بتی کی طرح علم کے واسطے چاہیئے پگھلنا — اس لیے کہ بغیر علم ناممکن ہے خدا کو پہچانتا

تشریح: چوں شمع، مثل شمع مرکب اضافی بمعنی موم بتی کی طرح۔ از پئے، واسطے، لیے۔ باید مضارع از بایستن۔ گداخت وشناخت ہر دو ماضی مصدر کے معنی میں ہیں۔ نتواں، نتواند کے معنی میں بمعنی ممکن نہیں ہے۔ لفظ باید، شاید۔ تواں اور ان جیسے الفاظ کے بعد ماضی کا صیغہ مصدر کے معنی دیتا ہے۔ **مطلب:** علم حاصل کرنے کے لئے بڑی محنت اور جانفشانی کی ضرورت ہے۔ اس لیے علم صحیح کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پہچان ناممکن ہے اور وہ علم جہالت ہے جو راہ خداوندی کی طرف نہ لے جائے اس شعر کی وضاحت کسی نے کیا خوب کی ہے۔

پگھلنا علم کی خاطر مثالِ شمع زیبا ہے　　بجز اس کے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کیا ہے

خردمند باشد طلب گارِ علم　　کہ گرم ست پیوستہ بازارِ علم
عقلمند ہووے طلبگار علم　　ہمیشہ گرم ہووے بازارِ علم
عقلمند ہوتا ہے علم کا تلاش کرنے والا، اس لیے کہ بارونق ہے ہمیشہ علم کا بازار۔

تشریح: خردمند، عقلمند۔ طلبگار، اسم فاعل سماعی گار لگادیا طلب امر کے اخیر میں یہ بھی ایک قاعدہ ہے بمعنی طلب کرنے والا۔ گرم، یہاں گرم سے مراد بارونق۔ پیوستہ، ملا ہوا، اسم مفعول ہے مراد ہمیشہ۔ مطلب: جو عقلمند ہے وہ علم دین کا طالب ہے اور وہ جانتا ہے کہ علم کا بازار ہمیشہ بارونق ہے طالبانِ علم دین اس بازار علم کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں تاہم اس بازار میں کوئی کمی نہیں آتی علم وہ دولت ہے جو لٹتی نہیں، خرچ کرنے سے کبھی گھٹتی نہیں۔

کسے را کہ شد در ازل بختیار　　طلب کردنِ علم کرد اختیار
ازل میں نصیبہ ہوا جس کا یار　　طلب علم کی اس نے کی اختیار
جس شخص کا ہوا یوم ازل میں نصیبہ یار (خوش نصیب)، (دنیا میں) علم کا طلب کرنا کیا اختیار۔

تشریح: بختیار بمعنی نصیبہ ور، جس کا نصیبہ یار ہو، خوش نصیب جو یوم ازل اور پہلے سے ہی نصیبہ ور خوش نصیب ہے، دنیا میں علم کا متلاشی ہے۔

طلب کردن علم شد بر تو فرض　　دگر واجب است از پیش قطع ارض
طلب کرنا اس کا ہے تجھ پہ ضرور　　اور اس کا سفر بھی ہے کرنا ضرور
علم کا طلب کرنا ہوا تجھ پر فرض　　اور واجب ہے اس کے لیے زمین کا طے کرنا، سفر کرنا

تشریح: دگر یہاں بمعنی اور یہ عطف کے لیے ہے۔ ازپیش دراصل ازپے ش تھا۔ ازپے بمعنی واسطے، لیے، پیچھے۔ ش، اس کا، اس کے، اس کی۔ قطع ارض مرکب اضافی۔ زمین کا قطع کرنا، طے کرنا یعنی سفر کرنا۔ مطلب: شعر کے پہلے مصرعہ میں اس حدیث کی طرف اشارہ کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد عورت پر فرض ہے اور دوسرے مصرعہ میں اس کی طرف

علم دین کو تلاش کرو گو ملک چین یعنی دور دراز کا سفر کرنا پڑے۔ اور "اطلبوا العلم ولو کان بالصین" کسی کا مقولہ ہے نہ کہ حدیث۔

برو دامن علم گیر استوار	کہ علمت رساند بدار القرار
پکڑ دامنِ علم جا استوار	کہ پہنچائیگا یہ بدار القرار
جا علم کا دامن پکڑ مضبوط	کہ علم تجھ کو پہنچائے گا جنت میں

تشریح: برو امر از رفتن۔ ب زائد، دامنِ علم، علم کا دامن۔ گیر امر از گرفتن۔ استوار، مضبوط۔ کہ تعلیلیہ۔ علمت، ت مفعول کی ضمیر۔ علم فاعل رساند مضارع از رسانیدن متعدی بمصدر پہنچانا۔ بدار القرار یعنی در جنت۔ ب بمعنی در۔ دار، گھر، قرار، سکون۔ ترجمہ ہوا سکون کے گھر میں (جنت میں)۔ مطلب: علم و عمل کے دامن سے چمٹے رہنا ضرور جنت میں لیجائے گا۔ ان شاء اللہ

میاموز جز علم گر عاقلی	کہ بے علم بودن بود غافلی
بجز علم عاقل نہیں سیکھنا	کہ بے علم رہنا ہے غافل پنا
مت سیکھ علم کے سوا اگر عاقل ہے تو	کہ بے علم ہونا ہے غافل رہنا

تشریح: میاموز فعل نہی مت سیکھ، از آموختن۔ جز علم مرکب اضافی علم کے سوا۔ عاقلی عاقل ہے تو ی حاضر کی۔ غافلی میں ی مصدری۔ غافل ہونا، غافل رہنا۔
مطلب: اگر تو عاقل ہے بس بجز علم دین دوسرے علوم و فنون وغیرہ کو سیکھنے میں اولیت اور فوقیت نہ دے کیونکہ بے علم رہنا دین سے غفلت اور جہالت کا سبب ہے علم دین سے ہی عالم ہے۔

ترا علم در دین و دنیا تمام	کہ کارِ تو از علم گیرد نظام
تجھے علم دونوں جہاں میں تمام	تیرا کام پائے گا اس سے نظام
تجھ کو علم دین و دنیا میں کافی ہے،	اس لیے کہ تیرا کام علم کی وجہ سے حاصل کریگا پائیگا انتظام

تشریح : تمام، پورا، کافی ۔ گیرد ، لیتا ہے، پالیگا ۔ حاصل کرتا ہے یا کرے گا ۔ نظام، انتظام ۔ حاصل : یہ دونوں جہاں میں علم کافی ہے مشکلات کا حل ہے اور کاموں کی درستگی کے لیے واقعی ہے ۔

در امتناع از صحبتِ جاہلاں (جاہلوں کی صحبت سے بچنے کے بیان میں)

امتناع بروزنِ افتنان از افتعال، رکنا، باز رہنا، بچنا، منع کرنا، روکنا ۔ جاہلاں جمع جاہل کی بمعنی نادان، بے علم، مثل مشہور ہے تخم تاثیر صحبت کا اثر ۔ صحبتِ بد سے ہمیشہ بھاگ تو ۔ ورنہ بن جائے گا کالا ناگ تو ۔ اسی لیے جاہلوں کے پاس اٹھنے بیٹھنے، میل جول رکھنے سے منع کیا گیا اور یہی معنی ہیں صحبت کے (کسی کے) پاس اٹھنا بیٹھنا ۔ تعلقات رکھنا، دوستی، پاس رہنا ۔

دلا گر خردمندی و ہوشیار ۔۔۔ مکن صحبتِ جاہلاں اختیار
اے دل اگر خردمند ہے ہوشیار ۔۔۔ نہ کر صحبتِ جاہلاں اختیار
اے دل اگر عقلمند ہے تو اور ہوشیار ۔۔۔ مت کر جاہلوں کی صحبت اختیار

تشریح : دلا، منادیٰ الف ندا ۔ خردمندی میں ی حاضر کی ہے بمعنی ہستی ہے تو، ہوشیار صاحب ہوش پہلا مصرعہ شرط ہے اور دوسرا مصرعہ مکن صحبتِ جاہلاں الخ جزا ہے ۔

مطلب : لفظ دلا سے یا تو خود کو مخاطب کر رہے ہیں یا ہم اور آپ کو کہ اگر عقل و ہوش کان دگوش رکھتے ہو جاہلوں کی صحبت سے بچو ۔ بچتے رہو ۔

ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش ۔۔۔ نیامیختہ چوں شکر شیر باش
جاہل سے ہے بھاگنا تیر جیسا ۔۔۔ ملنا نہیں ہے شکر شیر جیسا
جاہل سے بھاگنے والا تیر کی طرح ہو جا ۔۔۔ نہ ملا ہوا رہ شکر دودھ کی طرح

تشریح : جاہل، ان پڑھ بعض دفعہ کا فرمراد ہوتا ہے ۔ گریزندہ اسم فاعل قیاسی از گریختن چوں

مانند، مثل، طرح۔ اس شعر میں چوں تیر کی طرف مضاف ہے۔ باش بمعنی رہ تو امر از بودن (خلافِ قیاس) فیض کریم۔ کبھی لفظ باش کے معنی ٹھہرنے اور رکنے کے بھی آتے ہیں۔ نیا میختہ اسم مفعول منفی اس مصرعہ میں باش کا تعلق نیا میختہ سے ہے نہ ملا ہوا رہ۔ شکر شیر کی طرح۔

مطلب: جاہل سے تیر کی طرح دور بھاگو شکر شیر کی طرح نہ مل جیسے دودھ میں شکر گھل مل جاتی ہے ایسے نہ رہو۔

ترا اژدھا گر بود یار غار	ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار
ترا اژدھا ہو اگر یار غار	ہے جاہل سے بہتر جو ہو غمگسار
تیرا اژدھا اگر ہوئے پکا دوست	اس سے بہتر ہے کہ جاہل ہوئے غم کھانے والا

تشریح: ترا، تیرا را علامتِ اضافت اور ت مضاف الیہ۔ اژدھا، بڑا سانپ۔ یار غار، گہرا سچا دوست یا پکا دوست۔ اس لفظ کی ابتدا حضرت ابو بکر صدیقؓ سے ہوئی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غار میں بھی دوست اور ساتھی رہے چونکہ وہ سچے پکے دوست تھے اس لیے یار غار کے معنی سچے پکے دوست ہوئے۔ دوسرے مصرعہ میں کہ بیانیہ ہے۔ مطلب: ایک طرف تو سانپ کی دوستی ہے دوسری طرف جاہل کی یاری۔ شیخ فرماتے ہیں کہ سانپ کی دوستی اچھی اگر اس سے نقصان بھی ہوا تو جان کا دنیا میں اور جاہل کی یاری سے نقصان دونوں جہان میں جان کا بھی اور ایمان کا بھی۔

اگر خصم جان تو عاقل بود	بہ از دوستدارے کہ جاہل بود
تیرا جانی دشمن اگر عاقل ہو	ہے اس یار سے خوب جو جاہل ہو
اگر تیری جان کا دشمن عقلمند ہو وے	بہتر ہے ایسے دوست سے جو جاہل ہو وے

تشریح: خصم، دشمن۔ دوستدارے کہ اسم موصول کہ صلہ کا۔ مطلب: عقلمند اگرچہ جانی دشمن ہو تاہم جاہل یار سے بہتر ہے کہ اس سے تو جان ہی خطرہ میں اور اس سے دین اور ایمان خطرہ میں ہے۔

چوں جاہل کسے در جہاں خوار نیست	کہ ناداں ترا ز جاہلی کار نیست
مانندِ جاہل نہیں خوار کوئی	کہ ناداں ترا اس سے نہیں کار کوئی

جاہل کی طرح کوئی شخص دنیا میں ذلیل نہیں ہے، اس لیے کہ (کوئی شخص) زیادہ نادان جہالت کے کام والے سے نہیں ہے۔

تشریح: خوار، ذلیل۔ کہ تعلیلیہ، یا عاطفہ بمعنی اور۔ نادان تر، زیادہ نادان، زیادہ بیوقوف، اور یہ صفت ہے۔ جاہل کار۔ مرکب لفظ ہے وہ شخص جس کے کام جہالت کے ہوں یا جہالت کے کام والا۔ اور اس کا موصوف لفظ کسے محذوف ہے یعنی کسے ناداں تر۔
مطلب: جاہل کے برابر کوئی ذلیل و خوار نہیں کیونکہ جہالت کے کام والے سے زیادہ کوئی بیوقوف نہیں پایا جائے کیونکہ اور لگا کر ترجمہ کریں اگر لفظ کہ عاطفہ ہو۔ فیض کریم

زجاہل نیاید جز افعالِ بد　　　وزو نشنود کس جز اقوالِ بد
جاہل سے آوے نہ جز فعلِ بد　　　سنے اس سے کوئی نہ جز قولِ بد
جاہل سے نہ آئے سوائے برے کاموں کے، اور اس سے نہ سنے کوئی سوائے بری باتوں کے۔

تشریح: زجاہل نیاید سے متعلق اور وہ مضارع از آمدن یہاں ز از کے معنی ہیں۔ جز، سوا۔ افعال فعل کی عربی جمع بمعنی کام۔ بد برا۔ افعال بد مرکب توصیفی۔ پھر مضاف الیہ جز مضاف کا۔ برے کاموں کے سوا یہی ترکیب جز اقوالِ بد میں ہے۔ اقوال جمع قول کی بمعنی بات جاہل اکثر و بیشتر برے کام کرتا ہے اور بری بات کہتا ہے۔ حاصل: جاہل سے برے کام اور بات ہی سرزد ہوتی ہیں کیونکہ جہالت برائی کی راہ دکھاتی ہے اور علم نیکی کی راہ۔ فیض کریم باضافہ یسیر

سرانجام جاہل جہنم بود　　　کہ جاہل نکو عاقبت کم بود
جاہل کا انجام ہووے جہنم　　　خوش انجام جاہل ہوئے بہت کم
جاہل کا انجام جہنم ہووے　　　اس لیے جاہل اچھے انجام والا کم ہووے

تشریح: سرانجام، آخر کار، انجام کار، کسی کام کا آخر، اور یہ مضاف ہے جاہل مضاف الیہ۔ کہ تعلیلیہ۔ جاہل، موصوف۔ نکو عاقبت، صفت۔ ترجمہ ہوا: نیک انجام جاہل۔ عاقبت، اخیر انجام۔ مطلب: اکثر جاہل کا انجام دوزخ ہے کیونکہ اس کا اخیر اچھا نہیں ہوتا۔ الا ماشاء اللہ

سر جاہلاں بر سرِ دار بہ — کہ جاہل بخواری گرفتار بہ

سولی پہ جاہل کا سر یار خوب — کہ جاہل بذلت گرفتار خوب

جاہلوں کا سر سولی پر بہتر ہے، اور جاہل ذلت کے ساتھ گرفتار بہتر ہے۔

تشریح: سر جاہلاں، مرکب اضافی ہے۔ بر سرِ دار، سر زائد (ب بمعنی پر) ترجمہ ہوا سولی پر کہ بمعنی اور یا بلکہ۔ دار، سولی، پھانسی۔ میں نے یہاں جاہل سے مراد کافر لیا ہے۔ پھر تو ظاہر ہے کہ اس کے سر کا سولی پر ہونا بلکہ ذلت کے ساتھ گرفتار ہونا۔ بہتر ہے تاکہ اوروں کو عبرت ہو۔ گرفتار، قیدی، پکڑا ہوا۔

زجاہل حذر کردن اولیٰ بود — کزو ننگِ دنیا و عقبیٰ بود

جاہل سے پرہیز بہتر ہے یار — ملے اس سے دونوں جہاں میں ہے عار

جاہل سے پرہیز کرنا بہتر ہے، کہ اس کی وجہ سے دنیا و آخرت میں شرمندگی ہوتی ہے۔

تشریح، حذر کردن مصدر مرکب بمعنی پرہیز کرنا۔ اولیٰ، بہتر۔ کزو میں کؔ تعلیلیہ۔ زو، از او اس کی وجہ سے۔ ننگ، شرم، ندامت۔ لفظ ننگ یا تو مضاف ہے اور دنیا و عقبیٰ معطوف علیہ ومعطوف ہو کر پھر مضاف الیہ ہوا ننگ کا۔ یا ننگ کے بعد در محذوف مان کر ترجمہ کریں یعنی اس کی وجہ سے ندامت اور شرم دنیا و آخرت میں حاصل ہووے یعنی جاہل کے پاس رہنے سہنے سے لہذا اس سے بچنا چاہئیے۔

در صفتِ عدل ✻ عدل کی تعریف میں

چو ایزد ترا ایں ہمہ کام داد — چرا بر نیاری سرانجام داد

جب اس نے مقاصد ہیں پورے کئے — بھلا پھر تو انصاف کیوں نہ کرے

جب اللہ نے تجھے یہ سب مقصد دیئے، کیوں نہیں پورا کرتا ہے تو انصاف کا انجام۔

تشریح: چو، جب۔ ایزد، خدا تعالیٰ۔ کام، مقصد۔ داد ماضی کا واحد غائب بمعنی دیا

اور دوسرے مصرع میں داد بمعنی عدل و انصاف ہے۔ چرا، کیوں، کس واسطے۔ برنیاری مضارع کا واحد حاضر از برآوردن بمعنی باہر لانا یا نکالنا، اوپر چڑھنا (یا مراد) پورا کرنا، یہاں پورا کرنا مراد ہے۔ سرانجام، آخرکار کام کا سامان۔ حاصل: جب اللہ تعالیٰ نے تجھے سلطنت، حکومت اور سب کچھ دیا ہے تو عدل و انصاف کو خوب سرانجام دینا چاہیے، اور اس کا حق ادا کرنا چاہیے۔ فیضِ کریم

چو عدل ست پیرایۂ خسروی　　چرا عدل را دل نداری قوی

عدل جب کہ ہے زینتِ خسروی　　عدل کے لیے کیوں نہ دل دے قوی

جب انصاف ہے بادشاہی کی زینت　　کیوں انصاف کے لیے دل نہیں رکھتا ہے تو قوی

تشریح: پیرایہ، زینت، سجاوٹ۔ خسروی، بادشاہی، منسوب خسرو کی طرف خسرو کے معنی مجازی شان و شوکت والا بادشاہ۔ اور خسرو پرویز بن نوشیرواں بادشاہ کا نام بھی ہے نیز سیاوس بن کیکاؤس کے بیٹے کا نام بھی تھا۔ را، واسطے۔ قوی، مضبوط۔ نداری واحد حاضر مضارع کا۔

حاصل: عدل و انصاف بادشاہی کی زینت ہے۔ لہٰذا اس کے لیے دل مضبوط رکھنا چاہیے کسی قیمت پر اس نعمت کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔

ترا مملکت پائیداری کند　　اگر معدلت دستیاری کند

تیری سلطنت پائیداری کرے　　عدل کرنا گر تیری یاری کرے

تیری بادشاہت مضبوطی (حاصل) کرے گی　　اگر انصاف کرنا (تیری) مدد کریگا

تشریح: ترا مملکت، مملکت مضاف مؤخر بمعنی بادشاہی، بادشاہت سلطنت اور ترا میں تے مضاف الیہ مقدم اور را علامتِ اضافت۔ پائیداری کند فعل مضارع مرکب کا واحد غائب بمعنی مضبوطی کرے گی۔ معدلت میم کا فتحہ اور لام کا فتحہ اور کسرہ دونوں درست بمعنی انصاف۔ دستیاری، مدد۔ مطلب: اگر تو عدل و انصاف سے کام لے تو تیری حکومت مضبوط اور تادیر قائم رہے گی کہ عدل و انصاف حکومت کی پائیداری کا سبب ہے۔

چو نوشیرواں عدل کرد اختیار　　کنوں نامِ نیک ست ازو یادگار

کیا کسریٰ نے جب عدل اختیار — ہے نامِ نیک اب تلک، یادگار

جب نوشیرواں نے عدل کیا اختیار — اب تک اچھا نام ہے اس سے (اس کی) یادگار

تشریح: چو، جب ۔ نوشیرواں، ایران کے مشہور بادشاہ کا نام ہے اس کا نام انصاف کی وجہ سے بہت مشہور ہے ۔ ۴۸ سال بڑی شان وشوکت سے حکومت کی اسی کے عہد میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی ۔ لفظ نوشیرواں مرکب ہے نوشین بمعنی شیریں اور رواں بمعنی روح سے یعنی میٹھی جان ۔ کنوں، اب، ابھی ۔ کنوں سے پہلے تا مقدر ہے یعنی تاکنوں معنی ہوئے ابتک ۔ نام نیک ۔ مرکب توصیفی بمعنی اچھا نام ۔ یادگار، نشانی، یاد دلانے والی چیز، تحفہ

حاصل: عدل وانصاف کی وجہ سے نوشیرواں کا نام ابھی تک زندہ ہے حالانکہ اس کی موت پر صدیاں گزر گئی ہیں ۔

زتاثیر عدل ست آرام ملک — کہ از عدل حاصل شود کامِ ملک

عدل کے اثر سے ہے راحت ملک میں — مقاصد عدل سے ہیں حاصل ملک میں

انصاف کے اثر سے ہے ملک کا آرام — اور انصاف سے حاصل ہوتا ہے ملک کا مقصد

تشریح: تاثیر، اثر کرنا، اثر، خاصیت ۔ آرام، چین، سکھ، سکون ۔ آرام ملک مرکب اضافی اور اضافت ظرفی ہے ۔ اضافت مظروف کی ظرف کی طرف بمعنی آرام ملک میں ۔

حاصل: عدل وانصاف کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے ملک میں امن وسکون پیدا ہوتا ہے اور اہلِ ملک کو آرام اور راحت نصیب ہوتی ہے ہر صاحبِ حق کو اس کا حق ملتا ہے ملک کے باشندے شر پسند عناصر کے شر وفساد سے محفوظ رہتے ہیں اس طرح عدل سے اہلِ ملک کے تمام مقاصد حاصل ہوتے ہیں جہاں بانی اور حکم رانی کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگ آرام کی زندگی بسر کریں کوئی شخص کسی پر زیادتی نہ کرنے پائے ۔

جہاں را بہ انصاف آباد دار — دلِ اہلِ انصاف را شاد دار

عدل سے تو دنیا کو آباد رکھ — دلِ اہلِ فریاد کو شاد رکھ

دنیا کو انصاف سے آباد رکھ، انصاف (چاہنے) والوں کا دل خوش رکھ ۔

تشریح: اہلِ انصاف، مراد انصاف کے مستحق یعنی فریادی اور مظلوم۔ شاد دار، فعل امر مرکب بمعنی خوش رکھ۔ حاصل: انصاف کرکے دنیا کو آباد رکھنا چاہئے کیوں کہ ظلم سے ویرانی اور بربادی پیدا ہوتی ہے اور مظلوم اور داد خواہ اور فریادی کا بذریعہ انصاف کے دل خوش کرنا چاہئے کہ اس کی خوشنودی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا سبب ہے۔

جہاں را بہ از عدل معمار نیست	کہ بالاترا از معدلت کار نیست
تجھے بہتر اس سے نہ معمار کوئی	عدل سے نہیں بالا تر کار کوئی
دنیا کے لیے بہتر عدل سے آباد کرنے والا نہیں ہے،	اور زیادہ بلند انصاف سے کوئی کام نہیں ہے

تشریح: را، واسطے۔ بہ، بہتر، معمار، اسم آلہ بمعنی اسم فاعل یعنی آباد کرنے والا۔ اس سے یائے تنکیر محذوف ہے۔ حاصل، دنیا کی آبادی کا بہترین ذریعہ انصاف ہے اور انصاف ہی سب سے اونچا اور بہتر کام ہے۔

ترا زیں بہ آخر چہ حاصل بود	کہ نامت شہنشاہ عادل بود
آخر تجھے اس سے بہتر کیا حاصل	کہ ہو نام تیرا شہنشاہِ عادل
تجھے اس سے بہتر آخر کیا حاصل ہووے	کہ تیرا نام عادل بادشاہ ہووے

تشریح: ترا، تجھے، تجھ کو۔ زیں، ازیں کا مخفف ہے اور اس میں اضافت مقلوبی دراصل شاہِ شاہان تھا بمعنی بادشاہوں کا بادشاہ درحقیقت اس کا مصداق باری تعالیٰ ہے مجازاً دنیا کے کسی بڑے بادشاہ کو بول دیتے ہیں۔ حاصل، انصاف کے دوسرے فائدوں سے قطع نظر کرتے ہوئے یہ نفع بھی کچھ کم نہیں ہے کہ دنیا میں نیک نامی نصیب ہوتی ہے اور دنیا عادل بادشاہ کہہ کر پکارتی ہے۔

اگر خواہی از نیک بختی نشان	در ظلم بندی بر اہلِ جہان
چاہے نشاں نیک بختی کا گر	در ظلم دنیا پہ تو بند کر
اگر تو چاہتا ہے نیک بختی کا نشان	ظلم کا دروازہ بند کرے تو دنیا والوں پر

تشریح : خواہی، واحد حاضر مضارع کا از خواستن۔ آز برائے اضافت ہے۔ ترکیبی عبارت یوں ہے نشانِ نیک بختی مرکب اضافی ہے بمعنی خوش نصیبی کا نشان۔ درِ ظلم مرکب اضافی۔ دَر دروازہ ظلم بے موقعہ کام کرنا، یا کسی چیز کو بے محل رکھنا، کسی کا حق ضائع کرنا، کسی کو ستانا۔ بندی مضارع کا واحد حاضر از بستن تو بند کرے لیکن یہاں بمعنی امر ہے۔ حاصل : اے مخاطب اگر خوش نصیبی اور سعادت مندی کا نشان چاہتا ہے تو مخلوق پر ظلم نہ کر اور نہ کسی کو ظلم کرنے دے۔

فائدہ : کریما کے بعض نسخوں میں یہ شعر اور اس کا بعد والا شعر ظلم کے بیان میں لکھے ہوئے ہیں

رعایت دریغ از رعیت مدار　　مرادِ دلِ داد خواہاں برآر
عدل کو رعیت سے ہرگز نہ روک　　مقصد برآری کر ان کی بے ٹوک

انصاف دور رعیت سے مت رکھ، انصاف چاہنے والوں کے دل کی مراد پوری کر۔

تشریح : رعایت، نگہبانی، طرفداری، انتظام مملکت۔ مراد یہاں عدل و انصاف ہے۔ دریغ حسرت، افسوس، غم، یہاں دور کے معنی میں ہے۔ رعیت، پبلک، رعایا، جو کسی حاکم کے ماتحت ہو۔ مدار نہی کا واحد حاضر۔ مراد، مقصود۔ داد خواہاں۔ داد خواہ کی جمع بمعنی انصاف چاہنے والے لوگ۔ برآر امر از برآوردن بمعنی پورا کرنا۔

حاصل : رعیت سے انصاف اور رعایت کا دروازہ بند نہ کرنا چاہئے اور انصاف کے طالب مظلوم لوگوں کا مقصد پورا کرنا چاہئے۔

در مذمتِ ظلم　　❋　　ظلم کی برائی میں

ظلم، شرعاً عرفاً قانوناً ہر اعتبار سے جرم ہے قرآن و حدیث میں اس کی شدید مذمت اور برائی آئی ہے ایک حدیث میں ہے الظُلمُ ظُلماتٌ یَومِ القِیٰمۃ (بخاری و مسلم) کہ ظلم قیامت کے دن کے اندھیروں اور ظلمتوں کا سبب ہے اس لیے حتی الامکان اس سے بچنا چاہئے۔

خرابی زبیداد بیند جہاں　　چو بستاں خرم ز بادِ خزاں
خرابی ظلم سے ہے دیکھے جہان　　جیسے ہرا باغ پت جھڑ کی آن

بربادی ظلم سے دیکھتی ہے دنیا　　　جیسے تروتازہ باغ پت جھڑ کی ہوا سے

تشریح : خرابی، تباہی، بربادی۔ زبیداد، اس میں ز از کا مخفف ہے اور سببیت کے لیے ہے۔ بیداد، ظلم، ظالم۔ بستاں، بوستاں کا مخفف ہے بمعنی باغ۔ خرّم، بضم خا و راء مشدد بمعنی تروتازہ، سیراب، خوش۔ بستانِ خرم، مرکب توصیفی ہے۔ زا سببیہ ہے۔ باد، ہوا۔ خزاں، بفتح فا پت جھڑ۔ خزاں، مرکب ہے خز اور ان سے خز ایک قسم کا پوستین ہے جو سردیوں میں پہنا جاتا ہے اور الف نون نسبت کے لیے ہے یعنی خز والا موسم یعنی سردیوں کا موسم پت جھڑ۔

حاصل : جس طرح خزاں کی ٹھنڈی ہوا سے سرسبز و شاداب باغ اجڑ جاتا ہے اسی طرح ظلم سے ملک بھی برباد اور تباہ ہو جاتا ہے۔ اسی لیے ظلم سے بہر صورت بچنا چاہیئے۔

مدہ رخصتِ ظلم در ہیچ حال　　　کہ خورشید ملکت نیابد زوال
چھٹی نہ دے ظلم کی کسی حال　　　کہ سورج تیرا تا نپاوے زوال
مت دے ظلم کی اجازت کسی حال میں، تاکہ تیرے ملک کا سورج نپاوے زوال۔

تشریح : مدہ، مت، دے، دادن سے نہی کا واحد حاضر ہے۔ رخصت، اجازت۔ کہ بمعنی تاکہ۔ خورشید، سورج، روشن سورج۔ ملکت تیرا ملک۔ نیابد، نہ پاوے، یافتن سے مضارع منفی کا واحد غائب ہے۔ زوال نیست نابود ہونا، جاتا رہنا۔

حاصل : غصہ ہو یا دشمنی کسی حال میں ظلم کی اجازت نہ دینی چاہیئے ورنہ ملک کی رونق ختم ہو جائے گی بلکہ ممکن ہے کہ ظلم کے نتیجہ میں رعیت بغاوت پر مجبور ہو کر حکومت ہی چھین لے۔

کسے کآتش ظلم زد در جہاں　　　برآورد از اہل عالم فغاں
کیا ظلم دنیا میں جس نے وزور　　　نکلا ہے دنیا کے لوگوں سے شور
جس شخص نے ظلم کی آگ لگائی دنیا میں، نکالی اس نے اہل جہاں سے فریاد۔

تشریح : کسے، جس شخص نے، اسم موصول۔ کآتش میں کاف حرف صلہ ہے۔ آتش زد میں زد ماضی ہے از مصدر زدن۔ مرکب آتش زدن بمعنی آگ لگانا، برآورد، از برآوردن ماضی کا

واحد غائب، بمعنی نکالی، لی، بلندکی، فغاں، فریاد، شور فریاد میں نالہ سے بلند آواز ہوتی ہے۔
اہل عالم، اہل جہاں، دنیا والے۔
حاصل: یہ ہے کہ ظلم و ستم سے لوگ بارگاہِ الٰہی میں آہ وزاری اور فریاد کرتے ہیں جس کا نتیجہ ظالم کے حق میں اچھا نہیں نکلتا یعنی بربادی ہے۔

ستم کش گر آہے بر آرد ز دل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
مظلوم اگر دل سے آہ آہ پکارے — تیئں آب و گل جلن اس کی مارے
مظلوم اگر کوئی آہ پکارے دل سے — مارے اس کی جلن شعلہ تری اور خشکی میں

تشریح: ستم کش، مظلوم، اسم فاعل سماعی۔ ظلم کھینچنے والا، ظلم اٹھانے والا، آہے میں یا وحدت کے لیے ہے ایک یا کوئی آہ، فیض کریم میں کہا بقول بعضے یا تقلیل کے لیے ہے یعنی تھوڑی سی آہ، سوز، جلن، شعلہ، لپیٹ، زند شعلہ، شعلہ مارے یعنی برباد کرے، یہاں آب و گل سے مراد تری و خشکی ہے۔ **مطلب**: مظلوم کی ایک آہ تری و خشکی میں ہلاکت کا سبب ہو جاتی ہے۔

مکن بر ضعیفاں بیچارہ زور — بیندیش آخر ز تنگی گور
نہ کر تو بے چارے ضعیفوں پہ زور — فکر کر تو آخر بہ تنگیٔ گور
مت کر بے چارے کمزوروں پر ظلم — سوچ آخر قبر کی تنگی

تشریح: مکن زور، زور کا تعلق مکن سے اور زور کے معنی ظلم، ضعیفاں، ضعیف کی جمع کمزور بے چارہ صفت بمعنی بے تدبیر، بے سہارا۔ بیندیش، امر ہے۔ تنگی گور، مرکب اضافی، بیچارے کمزوروں پر ظلم نہ کر، نہیں تو قبر میں بھنچیگا اس کی تو فکر کر۔

بآزار مظلوم مائل مباش — ز دودِ دل خلق غافل مباش
کسی کے ستانے پہ مائل نہ ہو — دل کے دھویں سے بھی غافل نہ ہو
مظلوم کے ستانے کی طرف مائل مت ہو، مخلوق کے دل کے دھویں سے غافل مت ہو۔

تشریح: بآزار میں با بمعنی طرف، آزار، تکلیف، مراد یہاں ستانا۔ ز سے، دودِ دل خلق، دود

مضاف، دل مضاف الیہ مضاف، خلق مضاف الیہ، مخلوق کے دل کے دھویں، مراد آہ ہے۔
مطلب؛ کسی پر بھی ظلم نہ کر چونکہ مظلوم کی آہ رنگ لاتی ہے اس لیے اس سے بے خبر نہ رہ۔

مکن مردم آزاری اے تندرای — کہ ناگہ رسد بر تو قہر خدای
نہ کر ظلم لوگوں پر اے تند رائے — کہ ایک دم تجھے پہنچے قہر خدائے
مت کر ظلم یا لوگوں کو ستانا اے بیوقوف، کیونکہ اچانک پہنچے گا تجھ پر خدا کا غصہ۔

تشریح؛ مردم آزاری میں یا مصدری ہے بمعنی لوگوں کو ستانا۔ یالازمی معنی ظلم۔ تندرای بے وقوف، بے عقل، قہر خدا مرکب اضافی خدا کا قہر یعنی عذاب جو نتیجہ ہے قہر کا۔
مطلب: اے بے عقل لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو تجھ پر اچانک اللہ کا غصہ نازل ہو پھر تو عذاب الہٰی میں گرفتار ہو۔ توبہ کی بھی توفیق نہ ہو۔

ستم بر ضعیفان مسکیں مکن — کہ ظالم بدوزخ رود بے سخن
نہ کر ظلم کمزور مسکیں پہ ظالم — کہ دوزخ میں جائیگا بے بات ظالم
ظلم مسکین کمزوروں پر مت کر۔ کیونکہ ظالم دوزخ میں جائیگا بے بات یعنی بلاشبہ یا بلا اختلاف۔

تشریح، مسکین، محتاج، عاجز کہ تعلیلیہ۔ بے سخن۔ ممکن ہے سخن سے مراد کسی کی بات یا قول ہو۔ یعنی بغیر کسی کے اختلافی قول کے۔ مطلب کسی محتاج کمزور پر ظلم نہ کر اس لیے کہ وہ ظلم دوزخ میں لے جانے والا ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اس پر سبھی متفق ہیں کسی کا اختلاف نہیں۔

در صفت قناعت ✻ قناعت کی تعریف میں

جو کچھ ملے اس پر صبر کرنا زیادہ کی حرص نہ کرنا قناعت ہے استغنار قلب قناعت کے سبب حاصل ہوتا ہے جو بڑی دولت ہے۔ حدیثوں میں اس کی بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں

دلا گر قناعت بدست آوری — در اقلیم راحت کنی سروری

اے دل گر قناعت تیری یار ہو ملک میں تو راحت کے سردار ہو
اے دل اگر قناعت حاصل کرے تو، راحت کے ملک میں کرے گا تو سرداری۔

تشریح: دلا، اے دل۔ بدست آوردن، حاصل کرنا، اختیار کرنا۔ اقلیم راحت، مرکب اضافی راحت کا ملک۔ راحت کو ملک سے تشبیہ دی گئی۔ سروری، سرداری۔
مطلب: قناعت اختیار کرنے سے سکونِ قلب حاصل ہوتا ہے جب کہ حرص کی آڑ میں دل بے چین رہتا ہے اور قناعت سے دنیا میں بھی راحت ملتی ہے اور آخرت میں بھی دائمی راحت نصیب ہوتی ہے۔

اگر تنگ دستی زسختی منال کہ پیشِ خردمند ہیچ ست مال
نہ رو رو کے مفلس بگاڑ اپنا حال عقلمند کے آگے نہیں کچھ ہے مال
اگر تنگ دست ہے تو سختی سے مت رو، اس لیے کہ عقلمند کے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے مال

تشریح: تنگدستی میں ی حاضر کے لیے۔ اگر تنگدست ہے تو۔ زسختی، سختی سے۔ یہ متعلق ہوا منال نہی کے از نالیدن۔ پیشِ خردمند، عقلمند کے نزدیک ہیچ۔ کچھ بھی نہیں، معدوم، حقیر چیز، ناچیز۔ مطلب: اگر آپ غربت اور افلاس کے مارے ہوئے ہیں دل برداشتہ نہ ہوں کیونکہ یہ دنیوی مال ایک حقیر فانی چیز ہے۔ ایک آیت کا مفہوم ہے اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ سب انسان کافر ہو جائیں گے تو اللہ کافروں کے مکانوں کی چھت اور سیڑھیاں سونے چاندی کی بنا دیتے۔

ندارد خردمندِ از فقر عار کہ باشد نبیؐ راز فقر افتخار
نہ رکھے عقلمند فاقہ سے عار نبی جی کو فاقہ سے ہے افتخار
نہ رکھے عقلمند فاقہ سے عار کہ تھا نبیؐ کو فاقہ سے فخر

تشریح: ندارد، مضارع یہاں حال کے معنی بھی لیے جا سکتے ہیں۔ عار، وہ ہے جو نیک کام سے مانع ہو۔ شرم جو برے کام سے روکے۔ فیض کریم میں کہا کہ باشد بمعنی بود ہے۔ فقر، فاقہ افتخار، فخر، ناز۔ مطلب: عاقل آدمی فقر و فاقہ کی زندگی سے نہ گھبراتا ہے اور نہ کوئی عار

محسوس کرتا ہے کہ حدیث میں وارد ہے "الفقر فخری" فاقہ میرے لیے فخر ہے چنانچہ آپ نے باختیار خود فقر و فاقہ کو دعوت دی اس کے باوجود کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پہاڑوں کو سونا بنا دینے کا وعدہ کیا گیا۔ یہ اختیاری فقر اچھی چیز ہے۔ اور شامتِ اعمال کی بنا پر اس سے دوچار ہو تو مذموم ہے۔

غنی را زر و سیم آرایش ست ولیکن فقیر اندر آسایش ست

سیم و زر سے ہو غنی کو زیب زیب ہے فقیر آرام میں بے ریب ریب

مالدار کے لیے سونا اور چاندی زینت ہے اور لیکن فقیر آرام میں ہے

تشریح: غنی، مالدار۔ آرایش، زینت۔ آسایش، آرام، راحت۔ مطلب: غنی کے لیے سونا چاندی زیب و زینت کا سبب ضرور ہے نہ کہ راحتِ قلبی کا کہ وہ ہر دم مال کے حاصل کرنے اور جو ہے اس کی حفاظت کے لیے بے چین رہتا ہے. بخلاف اس فقیر کے جو قانع ہے اور یادِ الٰہی میں لگا ہے وہ سراسر آرام میں ہے۔

غنی گر نباشی مکن اضطراب کہ سلطاں نخواہد خراج از خراب

غنی گر نہیں تو نہ بدلے مزاج کہ سلطاں نہ بنجر سے چاہے خراج

مالدار اگر نہیں ہے تو مت ہو بے چین، کیونکہ بادشاہ نہیں چاہتا ہے محصول اجاڑ زمین سے۔

تشریح: مکن، مشو کے معنی میں لیا جائے۔ اضطراب، بے چین۔ خراج (تینوں حرکتوں کے ساتھ) ٹیکس۔ محصول، لگان۔ خراب، ویران، اجاڑ، جو بنجر زمین قابل کاشت نہ ہو۔
مطلب: اگر کوئی مالدار نہیں ہے کیوں پریشان ہوتا ہے کہ وہ تو ہر طرح کی وصولیابی سے آزاد ہے اور بے فکر۔

قناعت بہر حال اولیٰ ترست قناعت کند ہر کہ نیک اختر ست

قناعت تو ہر حال میں بہتر ہے قناعت کرے جو کہ نیک اختر ہے

قناعت ہر حال میں بہتر ہے، قناعت کرتا ہے وہ جو نیک نصیب ہے۔

تشریح: بہر حال میں (ب) بمعنی میں اور فیض کریم میں کہا کہ اولی کے بعد تر کا اضافہ محض اہلِ فارس کا تصرف ہے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ اولیٰ خود اسم تفضیل ہے۔ نیک اختر۔ نیک نصیب خوش نصیب۔ مطلب: ظاہر ہے کہ ہر حالتِ خوشحالی و تنگ حالی میں قناعت بہتر ہے۔ اور یہ نیک نصیب لوگوں کا کام ہے۔

زنورِ قناعت برافروز جاں ‏ ‏ اگر داری از نیک بختی نشاں
منور قناعت سے کر اپنی جان ‏ ‏ اگر نیک بختی سے رکھے نشاں
قناعت کے نور سے روشن کر جان ‏ ‏ اگر رکھتا ہے تو نیک بختی کا نشان

تشریح: نور، روشنی، جو چیز خود ظاہر ہو دوسرے کو منور اور روشن کرے یا ظاہر کرے برافروز، برزائد۔ باقی امر ہے۔ داری، بعض نسخوں میں لفظ خواہی ہے۔ جان سے مراد روح۔ مطلب: قناعت ایک نور ہے جس سے روح کو نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے اس لیے قناعت اختیار کرو۔

درمذمت حرص ‏ ‏ * ‏ ‏ حرص کی برائی کے بیان میں

حرص ضرورت سے زائد کی طلب یہ برا مرض ہے حرص کی آنکھ کے پیالہ کو یا تو قناعت پُر کرتی یا قبر کی مٹی۔

آیا مبتلا گشتہ در دامِ حرص ‏ ‏ شدہ مست و لایعقل از جامِ حرص
ہوا مبتلا جو کہ دامِ حرص میں ‏ ‏ ہوا مست بے عقل ہے وہ حرص میں
اے (فلاں جو) مبتلا ہوگیا ہے حرص کے جال میں، ہوگیا مست اور بے عقل جو کہ حرص کے پیالہ سے۔

تشریح: آیا، بمعنی اے حرفِ ندا۔ مبتلا، آزمایا ہوا۔ رنج و بلا میں گرفت یا پھنسا ہوا۔ گشتہ، شدہ۔ مست، بیہوش۔ لایعقل، بے عقل، ناسمجھ۔

مکن عمر ضائع بتحصیلِ مال ‏ ‏ کہ ہم نرخِ گوہر نباشد سفال

نہ کر عمر ضائع بتحصیل مال　　کہ موتی کے بہاؤ نہ ہوئے سفال
مت کر عمر ضائع مال کے حاصل کرنے میں، اس لیے کہ موتی کے برابر بھاؤ نہیں ہوتا ہے ٹھیکرا، ظاہر ہے کہ ٹھیکرے کی کوئی قیمت نہیں۔

تشریح: ضائع، برباد۔ بتحصیل مال یعنی در حاصل کردن مال۔ ہم نرخ، برابر قیمت۔ گوہر موتی۔ سفال، ٹھیکری، ٹھیکرا۔ مطلب: شیخ فرماتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو حرص میں گرفتار دنیا کے پیچھے دیوانہ وار پھرتے ہیں اور دنیوی مال و اسباب کے زیادہ حاصل کرنے میں اپنی عمر عزیز برباد کرتے ہیں حالانکہ عمر مثل موتی اور مال مثل ٹھیکری کے ہے کہ ایسا نہ کرو یعنی عمر مال کے پیچھے نہ گنوادو بلکہ عمر باقی رہنے والے اچھے اعمال میں صرف کرو تاکہ آخرت میں ان کا ثواب حاصل ہو۔

ہر آنکس کہ در بند حرص اوفتاد　　دھد خرمنِ زندگانی بباد
جو لالچ کے پھندے میں ہے پھنسگیا　　کریگا عمر اپنی برباد آہ
جو شخص حرص کے جال میں پھنس گیا، برباد کرتا ہے وہ زندگانی کا کھلیان۔

تشریح: بند، قید، جال۔ اوفتاد ماضی گرا، پھنسا۔ دہد بباد دراصل بباد دہد اور یہ مضارع از دادن بباد دادن بمعنی برباد کرنا۔ اب ترجمہ ہوا برباد کرتا ہے یا کر رہا ہے۔ خرمن، کھلیان یا غلہ کا ڈھیر تشبیہ دی ہے عمر کو غلہ کے ڈھیر سے۔ خرمنِ زندگانی مرکب اضافی ہے۔
مطلب: ظاہر یہ ہے کہ حریص آدمی اپنی زندگی کے ڈھیر کو حرص ہی کی نذر کر دیتا اور زیادہ طلبی میں گنوا دیتا ہے۔

گرفتم کہ اموالِ قارون تراست　　ہمہ نعمت ربعِ مسکوں تراست
ہے قارون کا مال گو تیرے پاس　　مال جہاں کل کا ہو تیرے پاس
مانا میں نے کہ قارون کا مال تیرے لیے ہے، پوری دنیا کی سب نعمت تیرے لیے ہے۔

تشریح: گرفتم، ماضی مطلق واحد متکلم از گرفتن بمعنی پکڑنا و قبول کرنا و ماننا یعنی میں نے مانا۔ اموال جمع مال کی قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بہت مالدار ہوا اور بخیل اتنا مالدار کہ

اس کے خزانے کی چابی اتنی زیادہ تھیں جنھیں ایک طاقتور جماعت اٹھا پاتی تھی کفر اور بخل کے سبب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا سے مع ساز و سامان اور مال کے زمین میں دھنسا دیا گیا ہے قرآن شریف کے بیسویں پارے میں اس کا پورا قصہ موجود ہے۔ ترا است ترا بمعنی تجھ کو یا تیرے لیے۔ است بمعنی ہے یعنی تیرے لیے یا تیرے واسطے ہے۔ ہمہ نعمت مضاف مرکب ہے یعنی سب نعمت ربع مسکون۔ نیز مضاف الیہ مرکب ہے بمعنی پوری دنیا یا چوتھائی آبادی کیونکہ ساری دنیا کے تین حصہ میں پانی ہے اور چوتھائی حصہ آبادی ہے۔ لہٰذا مراد ساری دنیا جو آبادی والی ہے:

مطلب: یہ ہے چاہے تو قارون جیسا مالدار ہو یا ساری دنیا کی نعمت کا ٹھیکیدار ہو۔ ایکدن ضرور مرے گا۔

بخواہی شد آخر گرفتارِ خاک چوں بیچارگاں بادلِ دردناک

ہوگا تو آخر گرفتارِ خاک اور عاجز رہے بادلِ دردناک

ہوگا تو آخر گرفتار مٹی قبر میں، بیچاروں کی طرح دردناک دل کے ساتھ۔

تشریح: بیچارگان، جمع بیچارہ کی۔ دلِ دردناک۔ مرکب توصیفی۔ لفظ اموال۔ قارون ربع مسکوں کی تشریح بیان در مذمتِ بخیل میں دیکھو۔

مطلب: یہ مانا کہ تیرے پاس قارونی خزانہ اور دنیا بھر کی دولت ہے آخر ایک دن بیکسوں اور بیچاروں کی طرح قبر میں جانا ہے اور تنہا رہنا ہے نہ مال و دولت ساتھ نہ نعمت پاس بس اعمال صالحہ بہترین ساتھی ہیں۔

چرا می گدازی ز سودائے زر چرا می کشی بارِ محنت چو خر

کیوں پگھلتا ہے تو زر کے واسطے مثل خر محنت کرے کس واسطے

کیوں پگھلتا ہے سونے کے خیال میں کیوں کھینچتا ہے محنت کا بوجھ مثل گدھے کے

تشریح: می گدازی، حال از گداختن۔ سودائے زر، سودائے، خیال۔ جنون، عشق بار، بوجھ۔ چو خر، مرکب اضافی۔ چو بمعنی مانند، مثل۔ خر، گدھا یعنی گدھے کے مثل، مطلب آگے آرہا ہے۔

چرا می کشی محنت از بہر مال　　که خواہد شدن ناگہاں پائمال

کیوں زیادہ تو محنت کرے بہر مال　　کہ ہو جائیگا ناگہاں پائمال

کیوں کھینچتا ہے محنت مال کے واسطے ، کہ ہو جائے گا اچانک پائمال (برباد)

تشریح : پائمال، شدن ، برباد ہونا۔ ناگہاں ، اچانک

مطلب : مال وزر کی فکر میں نہ تو پگھل اور نہ ہی زیادہ محنت کر کہ اصل کاموں سے بھی غافل ہو جائے اس مال وزر کو فنا ہے اور تجھے مرنا ہے۔

چناں دادۂ دل بہ نقشِ درم　　کہ ہستی ز ذوقش ندیم ندم

دیا تو نے یوں دل بنقشِ درم　　ہوا اس کی لذت سے یارِ ندم

ایسا دیا ہے تو نے دل درم کے نقش پر، کہ ہے تو اس کی لذت سے ندامت کا ساتھی۔

تشریح : چناں ، ایسا ، اس کی مانند۔ دادۂ ماضی قریب واحد از دادن۔ بنقشِ درم نقش ٹھپا ، چھاپ ۔ درم ، ایک چاندی کا سکہ جو ساڑھے تین ماشہ کا ہوتا تھا۔ ذوق ، لذت ، مزہ ندیم ، ساتھی ۔ ندم ، ندامت ، شرمندگی ۔ دل برچیزے دادن مراد کسی چیز پر عاشق ہونا محاورہ ہے

مطلب : اے انسان تو روپئے پیسے پر ایسا عاشق ہے کبھی اسی کے مزہ میں ایسا بیخود اور حد سے آگے ہے کہ شرمندگی کا منہ دیکھتا ہے ۔ جائز ، ناجائز کا کچھ پتہ نہیں بس مال ملے۔

چناں عاشقِ روئے زر گشتۂ　　کہ شوریدہ احوال و سرگشتۂ

کیوں عاشق مال وزر کا ہے ناداں　　ہوا ہے پریشان حال اور حیراں

ایسا عاشق سونے کی صورت کا ہوا ہے تو ، کہ پریشان حال اور حیران ہوا ہے تو۔

تشریح : چناں ، ایسا ۔ عاشق مضاف ، روئے زر مرکب اضافی مضاف الیہ یعنی سونے یا اشرفی کی صورت کا عاشق ۔ گشتۂ ماضی قریب ، ہوا ہے تو ۔ شوریدہ احوال ، پریشان حال سرگشتۂ بمعنی حیران ہوا ہے تو ۔

مطلب : تو مال کا ایسا دیوانہ ہوا کہ اس کی طلب میں پریشان حال اور حیران ہو گیا ۔ سٹرن

میں چین نہ رات کو آرام۔

چناں گشتہ صید بہر شکار | کہ یادت نیاید ز روزِ شمار
ہوا یوں شکار ہے برائے شکار | تجھے یاد آوے نہ روزِ شمار
ایسا ہو گیا ہے تو شکار شکار کے واسطے، | کہ یاد تجھے نہیں آتی ہے قیامت کے دن کی۔

تشریح : صید، شکار۔ بہر شکار، شکار کے واسطے، یہ مرکب اضافی ہے بہر شکار میں شکار سے مراد دنیا ہے۔ یادت میں ت مفعول کی۔ نیاید فعل مضارع منفی۔ ز روزِ شمار ز جارہ روزِ شمار مجرور اور مرکب اضافی پھر متعلق ہوا فعل کے یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ دنیا تیرے تابع اور شکار ہوتی ...... اور الٹا تو اس کا شکار اور تابعدار ہو گیا۔

در صفتِ طاعت و عبادت ❋ فرمانبرداری اور عبادت کی تعریف میں

کسے را کہ اقبال باشد غلام | بود میل خاطر بطاعت مدام
جس کا نصیبہ ہوا ہے غلام | عبادت پہ مائل ہوا ہے مدام
جس شخص کا نصیبہ ہوئے غلام | ہووے دل کا میلان اطاعت کی طرف ہمیشہ

تشریح : اقبال، خوش نصیبی، نصیبہ۔ میل، میلان، جھکاؤ، رغبت، خواہش۔ مدام ہمیشہ۔ مصرعہ اول یوں ہے۔ کسے را اقبال غلام او باشد اور دوسرا مصرعہ کی تقدیر عبارت یوں ہے۔ مدام میلِ خاطرش بطاعت بود۔

مطلب : نصیبہ ور آدمی کے دل کا میلان اور جھکاؤ ہمیشہ اللہ ربّ العزّت کی عبادت کی طرف ہوتا ہے۔ فیضِ کریم

نشاید سر از بندگی تافتن | کہ دولت بہ طاعت تواں یافتن
عبادت سے لائق نہیں سر پھرانا | کہ دولت بھی طاعت سے ممکن ہے پانا
نہیں لائق ہے سر بندگی سے پھیرنا | اس لیے کہ دولت اطاعت کے سبب ممکن ہے پانا یعنی

(پاسکتا ہے)

تشریح: نشاید، نہیں لائق ہے، نہیں چاہیے۔ بندگی، عبادت، غلامی، فرمانبرداری۔ سرتافتن، سرپھرانا، سرکشی کرنا، انکار کرنا۔ کہ تعلیلیہ ہے۔ بطاعت میں ب سببیہ ہے۔ تواں قدرت، طاقت، ممکن ہونا، مراد یہاں ممکن ہے۔ یافتن، پانا۔ تواں یافتن ممکن ہے، پانا، پاسکتا ہے۔ مطلب: عبادتِ الٰہی سے منہ نہ موڑنا چاہیے بلکہ سرِ تسلیم خم ہونا چاہیے کیوں کہ دونوں جہاں کی دولت عبادتِ الٰہی کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر دنیا میں زیادہ نہ ملے تو بقدر کفایت ضرور ملے اور اس پر طمانیت قلب اور دل کا سکون حاصل ہو۔ یہ کیا کم ہے اور آخرت میں تو زیادہ ملنا یقینی ہے اور اصل وہی ہے۔

سعادت ز طاعت میسر شود — دل از نور طاعت منور شود

سعادت بھی طاعت سے ہووے میسر — دل نور طاعت سے ہووے منور

نیک بختی عبادت سے میسر ہوتی ہے — دل عبادت کے نور سے منور ہوتا ہے

تشریح: سعادت، نیک بختی۔ میسر، حاصل۔ منور، روشن۔

مطلب: دونوں جہاں میں نیک بختی عبادت کی وجہ سے ملتی ہے اور عابد کا دل عبادت کی برکت سے روشن ہوتا ہے۔ پھر وہ برے بھلے کی تمیز کرتا ہے کہ گناہ اور نافرمانی ایک تاریکی اور سیاہی ہے جو دل پر ایک دھبہ ہے جس سے دل سیاہ ہوتا ہے پھر برائی کو برائی نہیں سمجھتا۔ نہ بھلائی کو بھلائی۔ (فیض کریم باضافہ)

اگر بندی از بہر طاعت میاں — کشاید درِ دولت جاوداں

تو باندھے اگر بہر طاعت کمر — کھلے گا ہمیشہ کی دولت کا در

اگر باندھے تو عبادت کے واسطے کمر — کھلے گا ہمیشہ رہنے والی دولت کا در

تشریح: بندی، مضارع کا واحد حاضر از بستن میاں، کمر۔ کمر بستن کنایہ ہے کسی کام کے لیے تیار اور آمادہ ہونے سے۔ کشاید مضارع از کشودن یہاں لازمی معنی مراد ہیں۔ جاوداں

ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی۔ حاصل : عبادت الٰہی سے مقبولیت اور ولایت کا مقام نصیب ہوتا ہے جس سے دنیا میں سکون قلبی اور آخرت میں دائمی راحت نصیب ہوتی ہے اور یہی تو دائمی دولت ہے۔

زطاعت نہ پیچد خردمند سر — کہ بالاز طاعت نباشد ہنر
نہ پھیرے عقلمند طاعت سے سر — کہ طاعت سے اوپر نہیں ہے ہنر
عبادت سے نہیں پھیرتا ہے عقلمند سر، اس لیے کہ اونچا عبادت سے نہیں ہے کوئی ہنر۔

تشریح : نہ پیچد مضارع منفی واحد غائب از پیچیدن بمعنیٰ پھیرنا۔ بالا، بلند، اونچا، بہتر ہنر، خوبی کا کام۔ مطلب : عقلمند عبادت اور طاعت سے کبھی سر نہیں پھیرتا کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی کام اور ہنر نہیں ہے۔

بہ آب عبادت وضو تازہ دار — کہ فردا از آتش شوی رستگار
پانی سے کرکے وضو تو دوبارہ — ملے آگ سے کل تجھے چھٹکارہ
عبادت کے واسطے وضو تازہ رکھ، تاکہ کل قیامت میں آگ سے ہووے تو چھٹکارا پانے والا۔

تشریح : بہ جار۔ آب عبادت، مرکب اضافی مجرور پھر متعلق ہوا تازہ دار کے اور بعض نسخوں میں باآب عبادت ہے۔ کہ تعلیلیہ۔ فردا، کل یعنی روز قیامت، یا آخرت۔ آتش آگ (دوزخ) شوی، مضارع از شدن۔ رستگار، اسم فاعل سماعی از رست وگار بمعنیٰ نجات اور چھٹکارہ پانے والا۔ مطلب : عبادت کے واسطے یا عبادت کے قابل پاک پانی سے وضو پر وضو رکھ یعنی ہمیشہ باوضو رہ تاکہ آخرت میں دوزخ سے چھٹکارہ ملے۔

نماز از سر صدق برپائے دار — کہ حاصل کنی دولت پائیدار
عبادت صداقت سے رکھ پائیدار — کہ حاصل کرے دولت پائیدار
نماز سچائی کے خیال سے قائم رکھ — تاکہ حاصل کرے تو پائیدار دولت

تشریح : سر، خیال، ارادہ نیز زائد بھی ہوتا ہے۔ صدق، سچائی از سر صدق سے مراد اخلاص

نیت اور سچائی ہے۔ پائیدار، مضبوط۔ **مطلب:** نماز خلوص نیت سے ادا کر نہ کر دکھلاوے کے لیے کہ نماز کے ذریعہ پائیدار دولت یعنی دلی سکون اور راحت آخرت میں حاصل ہووے گی۔

زطاعت بود روشنائی جاں — کہ روشن زخورشید باشد جہاں

طاعت سے ہو روشنی جان کو — جیسا کہ سورج سے ہو جہان کو

عبادت سے ہوتی ہے روشنی جاں (روح) کی روشنی، جیسا کہ روشن سورج سے ہوتی ہے دنیا۔

تشریح: جاں سے مراد روح۔ روشنائی، روشنی۔ کہ تشبیہ کا یعنی جس طرح سورج سے دنیا روشن ہوتی ہے ایسے ہی طاعت سے روح کو روشنی ملتی ہے۔

پرستندۂ آفرینندہ باش — در ایوانِ طاعت نشینندہ باش

خالق کا رہ تو اطاعت پزیر — طاعت کے گھر میں اقامت پزیر

پیدا کرنے والے کا پوجنے والا ہو جا — عبادت کے محل میں بیٹھنے والا ہو جا

تشریح: پرستندۂ، مضاف۔ آفرینندۂ مضاف الیہ۔ نشینندہ یہ تینوں اسم فاعل قیاسی ہیں۔ ندہ کے اضافہ سے پرست، آفریں، نشین کے اخیر میں۔ ایوان، مکان۔ باش امر از باشیدن بمعنی ہونا، رہنا۔ **مطلب:** خلوت میں رہ کر اللہ کی عبادت کر گو فرائض مسجد میں بہتر ہیں نوافل خلوت میں۔

اگر حق پرستی کنی اختیار — در اقلیم راحت شوی شہریار

اگر حق پرستی کرے اختیار — تو اقلیم راحت میں ہو شہریار

اگر خدا پرستی کرے تو اختیار — تو راحت کے ملک میں ہو ویگا تو بادشاہ

تشریح: حق پرستی میں ی مصدری بمعنی خدا کو پوجنا۔ شہریار، بادشاہ۔ اقلیم راحت سے مراد جنت۔ **مطلب:** عبادتِ الٰہی سے جنت اور سکونِ دل حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ: بعض نسخوں میں بجائے راحت کے دولت کا لفظ ہے مراد اس سے آخرت کی دولت ہے۔ (فیضِ کریم)

سراز جیبِ پرہیزگاری برآر | کہ جنت بود جائے پرہیزگار
گریبانِ تقویٰ سے سر کو نکال | ہے پرہیزگاروں کا جنت مآل
سر پرہیزگاری کے گریبان یا جیب سے نکال | کیونکہ جنت ہے پرہیزگار کی جگہ

تشریح: جیب جیم کے فتح سے۔ گریبان، پرہیزگاری اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے شبہات و حرام کا ترک کرنا۔ پرہیزگار اسم فاعل سماعی از امر پرہیز گار بمعنی پرہیز کرنے والا منہیات اور شبہات سے رکنے والا جو کام منع اور شبہ کے ہیں ان سے رکنے والا۔ برآر، امراز برآوردن نکالنا معنی ہوئے نکال ظاہر کر۔ سراز گریبان پرہیزگاری برآوردن بمعنی پرہیزگار بننا یا ہونا یا پرہیزگاری اختیار کرنا۔ مطلب: شیخ متقی اور پرہیزگار ہونے کی دعوت دیتے ہوئے فائدہ بیان کرتے ہیں کہ جنت پرہیزگاروں کا ٹھکانا ہے اور ان کی جگہ ہے اس لیے بھی تقویٰ اختیار کرو۔

ز تقویٰ چراغ رواں بر فروز | کہ چوں نیک بختاں شوی نیک روز
تقویٰ سے کر روح کو روشن تو روز | تا مثل نیکوں کے ہو نیک روز
پرہیزگاری سے روح کا چراغ روشن کر، تاکہ نیک بختوں کی طرح ہووے تو نیک بخت۔

تشریح: تقویٰ، پرہیزگاری۔ رواں، روح۔ چراغ، دیا، موم بتی۔ برفروز، امراز برفروختن مصدر مرکب چوں مضاف نیک بختاں مضاف الیہ۔ نیک روز، خوش نصیب نیک بخت۔ (فیضِ کریم) شوی نیک روز دراصل فعل مرکب نیک روز شوی ہے۔ وزن شعری کی بنا پر آگے پیچھے ہوا۔
مطلب: تقویٰ سے روح کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے نیز متقی نیک بخت اور سعادت مند ہوتا ہے۔

کسے را از شرع باشد شمار | نہ ترسد ز آسیب روزِ شمار
جس کا شریعت ہوا ہے لباس | قیامت میں اس کو نہ غم ہے نہ یاس
جس شخص کا شریعت سے ہووے لباس یعنی باشرع ہو | نہ ڈریگا وہ قیامت کے دن کے صدمہ سے

تشریح: شرع، شریعت اسلامیہ۔ شعار، نیچے کا کپڑا جو بدن سے متصل ہو نیز بمعنی عادت، طور، طریق، علامت جمع شعائر۔ دثار، بدن کے اوپر کا کپڑا۔ آسیب، درد، دکھ، صدمہ، اوپری اثر۔ روز شمار، گنتی کا دن یعنی قیامت۔ (فیض کریم) بتغیر یسیر، جو آدمی دنیا میں شریعت کے احکام پر عمل کریگا۔ آخرت میں نہ اسے کوئی صدمہ پہنچے گا اور نہ وہ غمگین ہوگا۔ بمطابق اس آیت کے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

در مذمت شیطان ❋ شیطان کی برائی کے بیان میں

دلا ہر کہ محکوم شیطاں بود شب و روز در بند عصیاں بود

اے دل جو کہ شیطان کا تابع رہے وہ ہر دم گناہوں میں پھنستا رہے

اے دل جو کہ شیطان کا تابع ہوتا ہے، رات اور دن گناہوں کی قید میں ہوتا ہے۔

تشریح: دلا، منادیٰ الف ندا کا بمعنی اے دل، مراد ہر مخاطب ہے۔ محکوم، حکم بجالانے والا، تابع دار، فرمانبردار۔ شیطان، سرکش، نافرمان مراد ابلیس عزازیل۔ شب و روز مراد ہر وقت در بند عصیاں یعنی گناہوں کی قید یا فکر میں رہے۔ مطلب: شیطان کا پیرو کار ہر دم گنہگار اور گناہ کے کار میں رہتا ہے اس لیے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

کسے را کہ شیطاں بود پیشوا کجا باز گردد براہ خدا

جس کا کہ شیطان ہوا پیشوا کہاں لوٹے وہ سوئے راہ خدا

جس شخص کا شیطان ہوئے پیشوا، کہاں لوٹے گا خدا کے راستہ کی طرف۔

تشریح: پیشوا، رہنما، رہبر۔ باز گشتن بمعنی واپس ہونا یا لوٹنا۔ مطلب: شیطان دوزخ کی راہ رکھتا ہے اس لیے اس کا پیرو کار کب راہ خدا اور جنت کی راہ کی طرف لوٹیگا اور اس پہ چل سکے گا الا یہ کہ اس کو چھوڑ کر اللہ سے رشتہ جوڑ لے۔

دلا عزم عصیاں مکن زینہار کہ رحمت کند بر تو پروردگار

ارادہ گناہ کا نہ کر زینہار تاکہ رحمت کرے تجھ پہ پروردگار

اے دل گناہ کا ارادہ مت کر ہرگز، تاکہ رحمت کرے تجھ پر پروردگار (اللہ تعالیٰ)

تشریح، دلا، منادیٰ۔ عزم، ارادہ۔ عصیاں، نافرمانی یعنی گناہ، پورا مرکب اضافی ہوا۔ زنہار، ہرگز کلمۂ تاکیدی ہے کہ، تاکہ۔ پروردگار، اسم فاعل سماعی ہے۔ ماضی مطلق پرورد پر گار لگانے پر بھی ایک قاعدہ ہے بمعنی پالنے والا۔ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے فارسی میں جیسا کہ عربی میں اس کے صفاتی ننانوے نام ہیں عربی میں رب فارسی میں پروردگار ہے۔

زعصیاں کند ہوشمند احتراز — کہ از آب باشد شکر را گداز
گناہ سے کرے ہوشمند احتراز — کہ پانی سے شکر کو ہو پس گداز
گناہ سے کرتا ہے عقلمند پرہیز، کیونکہ پانی سے ہے شکر کو پگھلنا

تشریح: احتراز، پرہیز کرنا یا بچنا۔ کہ تعلیلیہ ہے یا مثالیہ۔ گداز، بمعنی پگھلنا یہ حاصل مصدر ہے گداختن سے۔ مطلب: حاصل یہ ہے کہ عقلمند انسان گناہ سے بچتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جیسے پانی میں شکر پگھل کر اپنی ہستی کھو بیٹھتی ہے ایسی ہی گناہ سے عقلمندی اور نیکی اپنا وجود کھو بیٹھتی ہے۔ فیضِ کریم

کند نیک بخت از گنہ اجتناب — کہ پنہاں شود نورِ مہر از سحاب
گناہ سے کرے نیک بخت اجتناب — کہ پوشیدہ سورج ہو زیرِ سحاب
کرتا ہے نیک بخت گناہ سے پرہیز، کیونکہ پوشیدہ ہوتا ہے سورج کا نور بادل سے۔

تشریح: اجتناب، پرہیز کرنا یا بچنا۔ کہ تعلیلیہ ہے۔ پنہاں، پوشیدہ۔ مہر، سورج۔ سحاب بادل۔ مطلب: جس طرح بادل کے نیچے سورج کا نور چھپ جاتا ہے ایسے ہی گناہوں کی تاریکی سے دل کا نور چھپ جاتا ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے ہر گناہ ایک زنگ اور سیاہ دھبہ ہے دل پر ہاں توبہ کرے تو مٹے۔ اس لیے نیک بخت گناہ سے (بچتا ہے)

مکن نفسِ امارہ را پیروی — کہ ناگاہ گرفتار دوزخ شوی
بُرے نفس کی پیروی میں نہ ہو تو — ورنہ گرفتار دوزخ میں ہو تو

مت کر نفس امارہ کی پیروی اس لیے کہ اچانک دوزخ میں گرفتار ہوگا تو

تشریح : امارہ، سرکش نفس جو برائی کی طرف آمادہ کرے۔ را، علامت اضافت۔ پیروی تابع داری۔ گرفتارِ دوزخ، اضافت مظروف کی ظرف کی طرف، گرفتار مظروف، دوزخ ظرف بمعنی گرفتار دوزخ شوی۔ مطلب : ظاہر ہے کہ نفس کی تابع داری دوزخ میں لے جانیوالی ہے

اگر بر نتابد ز عصیاں دلت بود اسفل السافلین منزلت
گناہوں سے گر نہ پھرے تیرا دل نیچے کی دوزخ میں تیری ہے جا دل
اگر نہ پھرے گناہوں سے تیرا دل، ہوئے گی اسفل السافلین تیری منزل۔

تشریح : بر نتابد، میں بر زائد۔ نتابد مضارع منفی معروف واحد غائب۔ نہ پھرے اسفل السافلین (دوزخ کی تلی)۔ منزل، اترنے کی جگہ، ٹھکانہ۔
مطلب : اگر تو گناہوں سے نہ باز آئے گا تو دوزخ میں جائے گا۔

مکن خانۂ زندگانی خراب بسیلابِ فعلِ بد و ناصواب
نہ کر زندگانی کے گھر کو خراب برے اور غلط کام سے بے حساب
مت کر زندگانی کا گھر خراب برے اور غلط کام کے سیلاب سے

تشریح : خانہ، گھر۔ زندگانی، زندگی۔ خراب، برباد، ویران۔ بہ بمعنی از۔ سیلاب، زیادہ پانی کا چڑھاؤ، طوفان، بہتی۔ ناصواب، غلط۔ مطلب : فیض کریم میں کہا کہ جیسے پانی کے سیلاب سے آبادی ویرانی سے بدل جاتی ہے ایسے ہی گناہوں کے طوفان سے زندگی کی عمارت تباہ ہو جاتی ہے۔ کہتا ہے بندہ کہ دنیا کا اخیر اور اس کی تباہی نیز برے اعمال کا نتیجہ ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ برے لوگوں پر قیامت آئے گی جب ایک بھی نہ ہوگا مومن۔ (اللہ اللہ کہنے والا)

اگر دور باشی نہ فسق و فجور نباشی ز گلزار فردوس دور
برائی سے گر دور ہوگا ضرور نہ ہوگا تو گلزار جنت سے دور
اگر دور ہوگا تو فسق و فجور یعنی گناہ سے نہ ہوگا تو جنت کے باغ سے دور

تشریح: فسق و فجور سے مراد برائی بدکاری، گناہ ہے اور دور باشی، فعل مضارع مرکب ہے دور ہو وے تو۔ واحد حاضر گلزار مرکب از گل و زار بمعنی جگہ یہ ظرفیت کے لیے ہے کسی چیز کو ظرف بنانے کے لیے ترجمہ ہوا پھولوں کی جگہ یعنی باغ کہ یہ ظرف ہے پھولوں کے لیے۔ فردوس جنت کی اعلیٰ قسم ہے نیز بمعنی باغ۔

مطلب: اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہوں سے بچنا جنت الفردوس میں لے جائیگا ان شاء اللہ

در بیانِ شرابِ عشق ✲ عشق کی شراب کے بیان میں

اس بیان میں عشق کی تشریح۔ شرح فیض کریم سے من وعن مذکور ہوئی کہ یہ احقر الحقیر اس راہِ عشق و معرفت سے کوسوں دور ہے۔ ملاحظہ ہو: تشریح: لذیذ اور مرغوب چیز کی طرف طبعی میلان کا نام محبت ہے اور افراط محبت (زیادہ محبت) کا نام عشق ہے اخلاق ذمیمہ، برے اخلاق کے ازالہ کا علاج دو قسم پر ہے ایک جزئی اور خاص کہ ہر ایک مذموم خلق یعنی بری عادت کا علاج الگ الگ کیا جائے جس کی تفصیل امام غزالیؒ کی احیاء العلوم اور حضرت تھانویؒ کی تصانیف میں درج ہے۔ کہتا ہے بندہ کہ حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحبؒ کی تصنیف شریعت و تصوف میں بھی موجود ہے۔ دوسری قسم کلی اور عام ہے وہ یہ کہ ذکر و فکر اور شیخ کامل کی تجویز کے مطابق عمل کرنے سے دل میں اللہ تعالیٰ شانہ کی محبت پیدا کی جائے جب محبت کا غلبہ ہوگا تو انانیت اور خودی مضمحل ہونا شروع ہو جائے گی انانیت سے پیدا ہونے والے برے اخلاق فاسد خیالات کافور ہو جائینگے اس کو طریق جذب کہتے ہیں طریق سلوک گو طویل ہے لیکن بے خطر ہے اور طریق جذب گو مختصر ہے لیکن خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ شیخ سعدیؒ یہاں طریق جذب بیان کرتے ہیں اور اس کے حصول کی استدعا کرتے ہیں۔

بدہ ساقیا آب آتش لباس — کہ مستی کند اہل دل التماس

پلا ساقیا آب آتش لباس — کہ مستی کی عاشق کرے التماس

لا دے اے ساقی سرخ شراب، تا کہ کرے دل والا یعنی عاشق مستی کی آرزو۔

تشریح: بدہ، دے بازائد ہے امر از دادن۔ ساقیا منادیٰ الف ندا کا بمعنی اے ساقی! ساقی اکثر شراب پلانیوالے کے معنی میں بولا جاتا ہے نیز بمعنی محبوب و معشوق صوفیا کی اصطلاح میں یہ لفظ ساقی اللہ تعالیٰ کی ذات پر بولا جاتا ہے جو طالب صادق کے محبوب حقیقی ہیں کبھی اس سے مرشدِ کامل بھی مراد ہوتا ہے۔ آبِ آتش لباس، مرکب توصیفی بمعنی آگ جیسا لال پانی کہ آب موصوف، آتش لباس، صفتِ مرکب آگ جیسا لباس رکھنے والا پانی یعنی سرخ پانی مراد لال اور سرخ شراب سے انتہائی درجہ کی محبت ہے۔ مستی، عاشقی۔ اہلِ دل، وہ لوگ جن کے دل یادِ الٰہی سے زندہ ہوں یعنی طالب صادق۔ التماس، آرزو۔ ترکیب میں التماس مضاف اور مستی مضاف الیہ ہے۔ حاصل: اے ساقی اپنے عشق اور محبت کی ایسی تیز شراب پلا کہ طالبانِ صادق مستی اور بے خودی کے عالم میں محو ہو کر اور فنا ہو کر دنیا و مافیہا سے غافل ہو جائیں اور صرف تیرے ہو کر رہ جائیں۔

مئے لعل در ساغر زر نگار　　بود روح پرور چو لعلِ نگار

شرابِ سرخ جام نقشیں زر کی　　ہے جان روح لب معشوق جیسی

سرخ شراب سنہرے نقشین پیالہ میں　　ہوتی ہے روح کو پالنے والی مثل معشوق کے ہونٹ کے۔

تشریح: مئے، شراب۔ لعل، سرخ چیز، سرخ رنگ کا قیمتی پتھر۔ معشوق کے ہونٹ کو اس کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں یہاں مئے لعل سے مراد محبت الٰہی ہے۔ ساغر، پیالہ۔ زرنگار، سنہری نقش والا۔ ساغرِ زرنگار سے طالبِ صادق کا دل مراد ہے۔ روح پرور اسم فاعل سماعی بمعنی روح کو پالنے والی۔ لعلِ نگار، بمعنی لبِ معشوق۔

حاصل: سچے طالبوں کے دل میں محبتِ الٰہی کی شراب سے روحانی زندگی حاصل ہوتی ہے روح محبت الٰہی سے تازہ دم ہو کر بہت کچھ کمال حاصل کرتی ہے۔

خوشا آتشِ شوقِ اربابِ عشق　　خوشا لذتِ دردِ اصحابِ عشق

خوشا آتشِ شوق ہے عاشقوں کی　　خوشا لذتِ درد ہے عاشقوں کی

بہت اچھی ہے عشق والوں کے شوق کی آگ　　بہت اچھی ہے عشق والوں کے درد کی لذت۔

تشریح : خوشا، بہت خوش، اس میں الف تکثیر کا ہے اور یہاں است محذوف ہے۔ ارباب رب کی جمع بمعنی صاحب و مالک۔ اصحاب، صاحب کی جمع ہے۔ آتش، مضاف۔ شوق مضاف الیہ۔ مضاف ارباب عشق مرکب اضافی ہوکر مضاف الیہ شوق کا اور وہ اپنے مضاف الیہ سے ملکر خود مضاف الیہ ہوا آتش کا وہ یعنی مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر خوشا خبر مقدم یہ سب جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ایسے ہی ترکیب اگلے مصرعہ خوشا لذت الخ کی ہے۔

حاصل : اللہ تعالیٰ کے سچے عاشق عشق الٰہی کی سوزش اور درد میں بھی لطف اور لذت محسوس کرتے ہیں۔

بیار آں شرابے چو آبِ حیات — کہ یابد ز بویش دل از غم نجات

لائے جو ہو مثل آبِ حیات — جو پائے اس سے دل تیرا غم سے نجات

لا وہ شراب مثل آبِ حیات کے، تاکہ پائے اس کی خوشبو سے دل غم سے نجات۔

تشریح : بیار از آوردن امر واحد کا حاضر۔ آبِ حیات، زندگی کا پانی۔ جس کے متعلق مشہور ہے کہ اس کا پینے والا مرتا نہیں کہ تاکہ۔ حاصل : اے ساقی محبت الٰہی کی ایسی شراب پلا جو آبِ حیات کی طرح دائمی زندگی کا سبب بنے تاکہ دل اس کی خوشبو سے متاثر ہوکر دنیا کے غم سے نجات پائے۔

خوش آں دل کہ دارد تمنائے دوست — خوش آں کس کہ در بند سودائے دوست

وہ دل خوش جو رکھے تمنائے دوست — وہ دل بھی جو رکھے خیالات دوست

اچھا ہے وہ دل جو رکھے دوست کی تمنا، اچھا ہے وہ شخص جو اس کے خیال کی قید میں ہے۔

تشریح : تمنا، آرزو۔ بند، قید۔ سودا، خیال۔ حاصل : جس دل میں محبوبِ حقیقی کے وصال کی تمنا ہے اور اسی کے خیال و فکر میں ڈوبا ہوا ہے وہ بہت ہی خوش نصیب ہے۔

خوش آں دل کہ شیدا است بر روئے دوست — خوش آں دل کہ شد منزلش کوئے دوست

وہ دل خوش جو عاشق ہوا روئے دوست — وہ دل خوش ہوا جس کا گھر کوئے دوست

اچھا ہے وہ دل جو عاشق ہے دوست کے چہرہ پر، اچھا ہے وہ دل کہ ہوئی اس کی منزل (دوست کی گلی)

تشریح: شیدا، عاشق، فریفتہ، دیوانہ ۔ منزل، اترنے کی جگہ، مکان ۔ کوئے، گلی، کوچہ
صوفیائے کرام کے یہاں روئے دوست سے مراد تجلی، صفات ربانی ہیں۔
حاصل: وہ دل بہت ہی مبارک ہے جو اس کا عاشقِ صادق ہے۔

شرابِ چو لعلِ رواں بخش یار شرابِ مصفا چو روئے نگار
مئے روح بخش ہو مثل رخسار جاناں مئے صاف ہو مثل چہرہ جاناں
شراب مثل معشوق کے ہونٹ کے جان بخشنے والی، صاف شراب معشوق کے چہرہ جیسی۔

تشریح: لعل مراد لبِ معشوق ہے۔ رواں بخش، اسم فاعل سماعی، روح جان بخشنے والی۔
یار، دوست، مددگار، ساتھی، محبوب، معشوق۔ مصفا، صاف کی ہوئی۔ روئے، چہرہ۔ نگار
معشوق۔ حاصل: شرابِ محبت پلا جو لبِ معشوق جیسی لال اور رُخِ محبوب جیسی صاف ہو۔

خوشا مے پرستی ز صاحبدلاں خوشا ذوق مستی ز اہلِ دلاں
خوشا مے پرستی ہے صاحبدلوں سے خوشا ذوق مستی ہے اہلِ دلوں سے
بہت اچھی ہے شراب نوشی زندہ دلوں سے، بہت اچھا ہے مستی کا ذوق عاشقوں سے۔

تشریح: مے پرستی، شراب نوشی اس سے مراد محبت الٰہی اور اس سے صادر ہونے والے
اعمال صالحہ ہیں اہل دل اور صاحبدل ہم معنی ہیں جسکا دل یادِ الٰہی سے زندہ ہو بعض نسخوں میں
مصرعہ ثانیہ کے اخیر میں ز دلدادگاں ہے جو جمع ہے دلدادہ کی یعنی جو دل دئے ہوئے ہے اللہ کے عشق
میں یعنی اس کا عاشق۔ حاصل: زندہ دل اہلِ کمال کا عشق الٰہی اس کا ذوق و شوق پھر
اس سے پیدا ہونے والے اعمال صالحہ عجیب نعمت ہیں کیوں کہ یہ لوگ آدابِ شرع کا لحاظ رکھتے
ہوئے راہ عشق پر گامزن رہتے ہیں سراپا اخلاص ہوتے ہیں عشق کے ساتھ ساتھ حدودِ شریعت
کی رعایت رکھنا خام صوفی کا کام نہیں ہے۔

درصفتِ وفا ❁ وفا کی تعریف میں

دلا در وفا باش ثابت قدم	کہ بے سکہ رائج نباشد درم
اے دل تو وفا میں رہ ثابت قدم	کہ بے ٹھپہ رائج نہیں ہے درم

اے دل وفا میں رہ ثابت قدم، کیونکہ بے سکہ رائج نہیں ہے درم۔

تشریح: وفاؔ، پورا کرنا مراد یہاں قول وقرار، دوستی کا پورا کرنا یا نبھانا۔ اور یومِ ازل میں جو رب سے عبادت اور ربوبیت کا عہد کیا تھا اس کو پورا کرنا بھی ہو سکتا ہے۔ ثابت قدم، بودن بمعنی قدم جمائے رہنا یا مستقل مزاج رہنا۔ کہ تعلیلیہ۔ سکہ، وہ لوہا جس پر موجودہ روپیہ پیسہ وغیرہ کی مہر ہو۔ رائج، چالو، رواج یافتہ۔ درمؔ، ساڑھے تین ماشہ کا چاندی کا ایک سکہ پہلے ہوتا تھا اور اشرفی سونا کا ایک سکہ تھا جو درم سے دس گنا قیمتی ہوتا تھا۔

مطلب: جس طرح بے ٹھپہ (مہر) کے درم بیکار ہے ایسے ہی بے وفا کی دوستی بے اعتبار اس لیے خالق اور مخلوق کا وفادار بننا چاہئے۔

زراہِ وفا گر نہ پیچی عناں	شوی دوست اندر دلِ دشمناں
جو راہِ وفا سے نہ پھیرے عناں	ہووے دوست اندر دلِ دشمناں

وفا کی راہ سے گر نہ پھیرے تو لگام، تو ہو دیگا تو دوست دشمنوں کے دل میں۔

تشریح: عناںؔ، لگام، باگ ڈور، عناں پیچیدن، روگردانی کرنا، منھ پھیرنا، منھ موڑنا، اعراض کرنا۔ یہاں وفا کو راہ سے تشبیہ دی گئی عناں کی مناسبت سے۔ اندرؔ بمعنی در ہے۔ اے در دلِ دشمناں۔ مطلب: اگر وفاداری اختیار کروگے تو اس کے اثر سے تمہیں دشمن بھی دوست رکھیں گے چہ جائیکہ دوست دوست رکھیں اس لیے وفاداری اختیار کرو۔

مگرداں زکوئے وفا روئے دل	کہ در روئے جاناں نباشی خجل
راہِ وفا سے نہ پھیرے تو دل	تو جاناں کے آگے نہ ہوگا خجل

مت پھیر وفا کی گلی سے دل کا چہرہ یا رُخ، تاکہ دوست کے سامنے نہ ہوئے تو شرمندہ۔

تشریح : مگرداں ، نہی حاضر از گردانیدن بمعنی مت پھریا مت پھیر۔ یہ متعدی بنایا گیا ہے۔ دراصل مصدر گردیدن سے۔ قاعدہ جس لازم مصدر کا متعدی بنانا چاہو اسی کے فعل امر کے اخیر میں الف نون یا کے بعد علامت مصدر بڑھا دو جیسے گرد امر تھا گردیدن کا اس کے اخیر میں الف نون یا کے بعد دن لگانے سے گردانیدن ہوگیا۔ کوئے ، گلی کوچہ۔ روئے ، چہرہ یا رخ ، جاناں معشوق دوست۔ خجل ، شرمندہ۔ مطلب : بیوفائی نہ کرو نہیں تو ایک دن دوست کے سامنے بھی شرمندہ ہونا پڑے گا۔

منہ پائے بیروں زکوئے وفا که از دوستاں می نیرزد جفا
وفا کی گلی سے نہ باہر کو جا کہ یاروں سے لائق نہیں ہے جفا
مت رکھ پاؤں باہر وفا کی گلی سے ، کیونکہ دوستوں سے نہیں لائق ہے جفا

تشریح : منہ ، فعل نہی از نہادن پیر باہر نہ رکھنے سے مراد باہر نہ نکلنا ہے۔ نیرزد از ارزیدن مضارع منفی۔ جفا ، ظلم۔ مطلب : وفا کو نہ چھوڑ کہ بیوفائی ایک قسم کا ظلم ہے جو دوستوں سے لائق نہیں اور گو بیوفائی کسی سے بھی زیبا نہیں تاہم دوستوں سے زیادہ بری ہے کم از کم دوستی کا پاس رکھیں۔

جدائی ز احباب کردن خطاست بریدن زیاراں خلاف وفاست
جدائی ہے احباب سے بس خطا ہے یاروں سے کٹنا خلاف وفا
جدائی دوستوں سے کرنا غلط ہے ، کاٹنا یاروں سے وفا کے خلاف ہے۔

تشریح : احباب جمع حبیب کی بمعنی دوست۔ بریدن ، کاٹنا ، جدا کرنا ، ترک کرنا یعنی دوستی کا ترک اور قطع تعلق کرنا یہاں مراد ہے۔ مطلب : دوستوں سے جدائی اور قطع تعلق کر لینا غلط ہے۔ دوستی کا منشا ایک دوسرے سے ملنا جلنا ہے نہ کہ الگ ہو رہنا جو سراسر بیوفائی ہے آگے فرماتے ہیں :

بود بیوفائی سرشت زناں میاموز کردار زشت زناں
ہوا بیوفائی ہے عادت زناں کی نہ سیکھو بری تم یہ عادت زناں کی

ہے بیوفائی عورتوں کی عادت مت سیکھ عورتوں کا برا کام

تشریح : سرشت، عادت، خصلت۔ زناں، جمع زن کی عورتیں۔ میاموز، فعل نہی از آموز امر الف کو یا سے بدلا فعل میں میم نہی کا آگیا۔ کردار حاصل مصدر از کردن ماضی مطلق کے اخیر میں آر لگا دیا گیا جیسے گفتار۔ رفتار بھی حاصل مصدر ہے۔ کردار بمعنی کام، روش، طرز۔ زشت، برا قبیح، بدشکل۔ **مطلب** : بے وفائی عورتوں کی عادت ہے جو کم عقل ہوتی ہے اور تم اے مردو! پھر کیوں انکی سی عادت اختیار کرو۔

در فضیلتِ شکر * شکر کی فضیلت میں

کسی کے احسان و انعام پر اس کی تعریف و تعظیم کرنا اور اس کا احسان ماننا اور منعم کا شکر کرنا ضروری ہے تاکہ منعم کا دل خوش ہو اور اس کا بھی اور اس کے لیے انعامات میں اضافہ کا باعث ہو قرآن کریم میں آیا ہے : لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ الخ اگر تم شکر کرو گے تو میں نعمت اور زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو اس شکل میں تمھارے لیے میرا عذاب البتہ بہت سخت ہے۔

کسے را کہ باشد دلِ حق شناس نشاید کہ بندد زبانِ سپاس

ہوا حق شناسی کا دل جسکا ہاں نہ لائق کہ روکے شکر کی زباں

جس شخص کا ہووے دل حق کو پہچاننے والا، نہیں لائق ہے روکنا شکر کی زباں۔

تشریح : دلِ حق شناس، مرکب توصیفی از دل و حق شناس۔ حق شناس اسم فاعل سماعی ہے حق اسم و شناس امر از شناختن یہ اسم فاعل سماعی صفت ہے اور دل موصوف ہے۔ نشاید مضارع منفی معروف از شائستن بمعنی لائق ہونا۔ کہ بندد، کہ مصدریہ بندد مضارع کو مصدر کے معنی میں کریگا ترجمہ : نہیں لائق ہے بند کرنا۔ زبانِ سپاس، مرکب اضافی ہو کر فاعل بندد کا۔ سپاس بمعنی شکر۔ **مطلب** : جو خدا شناس آدمی ہے اُسے یہ زیب نہیں دیتا کہ شکر سے زبان کو روکے بلکہ اور زیادہ کرے اور واقعتاً وہ ایسا ہی ہے۔

نفس جز بشکرِ خدا بر میار — کہ واجب بود شکر پروردگار
نہ لے سانس اس کے شکر کے سوا — کہ تجھ پر ضروری ہے شکرِ خدا
سانس سوا خدا کے شکر کے مت نکال، کیونکہ واجب ہے پروردگار کا شکر۔

تشریح: نَفَس، سانس۔ برمیار، فعل نہی بمعنی مت نکال۔ مصدر برآوردن یہاں میم اور بر لگا ہے۔ واجب، ضروری۔ مطلب: کہ ہر دم اس کا شکر کرتے رہو اور ہر سانس اس کی نعمت ہے یہ نہ آئے تو مر جائے قرآن کریم میں ہے۔ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا عمل کرو آل داؤد شکر کا۔ اس لیے شکر واجب ہے۔

ترا مال و نعمت فزاید ز شکر — ترا فتح از در درآید ز شکر
تیرا مال و نعمت شکر سے بڑھے — شکر سے تجھے کامیابی ملے
تیرا مال و نعمت (اسباب) زیادہ ہوگا شکر سے، تجھے کامیابی حاصل ہوگی شکر سے۔

تشریح: نعمت، عیش و آرام کے اسباب۔ فزاید، مضارع از فزودن بمعنی زیادہ ہونا یا بڑھنا۔ زشکر، میں ز سببیہ ہے بمعنی وجہ سے۔ فتح، کامیابی، کامرانی۔
مطلب: فیض کریم میں فتح سے مراد دشمن کے مقابلہ میں لکھا اس لیے ان کے نزدیک حاصل یہ ہے کہ شکر کرنے سے مال و نعمت میں اضافہ اور ظاہری و باطنی دشمن یعنی شیطان و نفس اور دیگر کسی انسان پر کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ از در درآمدن، داخل ہونا یا حاصل ہونا۔

اگر شکرِ حق تا بروزِ شمار — گزاری نباشد یکے از ہزار
جو رب کا شکر تو کرے تا قیامت — ہزاروں سے اک کا نہ ہوتا قیامت
اگر حق تعالیٰ کا شکر قیامت کے دن تک، ادا کرے تو نہ ہوے ایک (حصہ) ہزار سے۔
یا ہزار میں سے ایک کا نظم میں اس ترجمۂ ثانیہ کی طرف اشارہ ہے۔

تشریح، گزاری مضارع از گزاردن ادا کرنا۔ تا بروز شمار، تا جار بروز شمار مجرور سے ملکر متعلق فعل کے وہ اپنے فاعل و مفعول اور متعلق سے ملکر شرط گر حرفِ شرط کی نباشد یکے از ہزار جزا،

شرط و جزا سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔ مطلب: اللہ کی بے شمار نعمت ہیں (اقول) ہر سانس ایک نعمت بے بہا اس لیے ایک نعمت کا بھی ہزار میں سے یا ایک حصہ شکر بھی یعنی نعمتوں کا ہزارواں حصہ بھی شکر کا ادا نہیں ہوسکتا اگر شبہ ہو کہ شکر سے کیا فائدہ جب ہزارواں حصہ بھی ادا نہیں ہوسکتا جواب اگلے شعر میں ہے۔ کہ شکر اسلام کے لیے زیور ہے اور اس کی زینت اس لیے شکر کرنا ہی بہتر ہے۔

ولے گفتن شکر اولیٰ ترست | کہ اسلام را شکر او زیورست

ولے شکر کرنا ہی بہتر ہوا | کہ اسلام کا شکر زیور ہوا

اور لیکن شکر کرنا بہتر ہے، کہ اسلام کے لیے شکر اس کا زیور ہے (اس کے لیے)

تشریح: ولے، اور لیکن۔ زیور، عربی زیب و زینت

گر از شکرِ ایزد نہ بندی زباں | بدست آوری دولتِ جاوداں

تو گر شکرِ حق سے نہ روکے زباں | تو حاصل کرے دولتِ جاوداں

اگر اللہ تعالیٰ کے شکر سے نہ روکے تو زباں | تو حاصل کریگا ہمیشہ کی دولت

تشریح: ایزد، اللہ تعالیٰ۔ نہ بندی مضارع واحد حاضر از بستن۔ بدست آوری مضارع از بدست آوردن بمعنی حاصل کرنا۔ جاوداں، ہمیشہ۔ حاصل، مسلسل شکر کرتے رہنے سے دنیا آخرت کی سعادت اور رضاء الٰہی کی پائیدار دولت نصیب ہوتی ہے۔ ۱۲ فیض کریم

در بیانِ صبر ✲ صبر کے بیان میں

انسان میں ۲ دو قوتیں ایسی ہیں کہ ایک انسان کو نیکی پر آمادہ کرتی ہے اور دوسری قوت اس کی نفسانی خواہشات پر ابھارتی ہے نیکی والی قوت کو غالب کرنا اور خواہشاتِ نفسانی کو دبانا اور اس سلسلہ میں استقلال و ہمت سے کام لینے کا نام صبر ہے یہاں صبر کی تمام قسمیں مراد ہیں خواہ طاعت و عبادت میں ہو خواہ گناہوں سے باز رہنے میں ہو یا ابتلاء مصیبت کے وقت ہو قرآن و حدیث میں صبر کی فضیلت اور تاکید آئی ہے (فیض کریم تغییر یسیر)

تراگر صبوری شود دستیار | بدست آوری دولتِ پائیدار

صبر کرنا گر تجھ کو حاصل ہو یار | تو حاصل کرے دولتِ پائیدار

تیرا اگر صبر کرنا ہووے مددگار | تو حاصل کرے تو ہمیشہ کی دولت

تشریح ، صبوری، صبر کرنا۔ بدست آوری، حاصل کرے تو مضارع از بدست آوردن۔ دولتِ پائیدار، ہمیشہ کی دولت مراد دین پر ثابت قدم رہنا اور اس کے نتیجہ میں دونوں جہاں کی کامرانی اور کامیابی حاصل کرنا ہے۔ مطلب : صبر و استقلال سے دین و دنیا کے تمام مقاصد حاصل ہوتے ہیں۔

صبوری بود کارِ پیغمبراں | نہ پیچند زیں روی دیں پروراں

صبر کرنا ہے کارِ پیغمبراں | نہیں اس سے پھرتے ہیں دیں پروراں

صبر کرنا ہے پیغمبروں کا کام، نہیں پھیرتے اس سے چہرہ دین پرور (دیندار)

تشریح : نہ پیچند، مضارع منفی از پیچیدن بمعنی پھیرنا، لپیٹنا۔ چہرہ پھیرنا کنایہ ہے اعراض کرنے سے۔ دیں پروراں جمع دین پرور کی اسم فاعل سماعی بمعنی دین پالنے والا یا اس کی حفاظت کرنے والا یعنی دین دار لوگ یا علمائے دین مراد ہیں۔

مطلب : صبر تمام پیغمبروں کی صفت ہے وہ حضرات تکلیف دیئے گئے اور ستائے گئے انھوں نے صبر کیا اس لیے دیندار بھی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں از دل رفتہ نہیں ہوتے۔

صبوری کشاید درِ کام جاں | کہ جز صابری نیست مفتاحِ آں

صبر کھولے مقصد کا در اے ولید | بجز صبر اس کے نہیں ہے کلید

صبر کرنا کھولتا ہے جاں کے مقصد کا دروازہ، اس لیے کہ صبر کے سوا نہیں ہے اس کی چابی۔

تشریح ، کشاید مضارع از کشادن۔ کام، مقصد۔ کہ تعلیلیہ ہے۔ مفتاح، چابی۔

مطلب : کوئی مقصد بجز صبر و استقلال کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ صبر حقیقت میں سربستہ مقاصد

کی چابی ہے۔ ۱۲ فیضِ کریم

صبوری بر آرد مُرادِ دلت — کہ از عالماں حل شود مشکلت
نکالے صبر تیری دل کی مراد — کہ حل تیری مشکل ہو پیشِ عباد
صبر نکالتا ہے تیرے دل کی مراد، اور عالموں سے حل ہوجائیگی تیری مشکل۔

تشریح، عالِماں جمع عالِم کی ہے کہ یہاں عاطفہ ہے معنیٰ اور
مطلب: صبر سے دلی مراد پوری ہوگی سو اگر اس بارے میں کچھ تردد ہو تو علمائے کرام سے معلوم کرکے دیکھیں وہ بذریعہ قرآن وحدیث صبر کے بارے میں تسلّی وتشفّی کردیں گے۔

صبوری کلیدِ درِ آرزو ست — کشائندۂ کشورِ آرزو ست
تیری آرزو کی ہے چابی صبر — کھولے تیری آرزو کو صبر
صبر آرزو کے دروازے کی چابی ہے — کھولنے والا آرزو کے ملک کا ہے

حاصل: صبر سے ہر تمنا اور آرزو کے حاصل ہونے کے دروازے کھلتے ہیں اور راہیں کشادہ ہوتی ہیں۔ ۱۲ فیضِ کریم

صبوری بہرحال اولیٰ بود — کہ در ضمن آں چند معنیٰ بود
بہرحال بہتر صبر نیک ذات — اس کے ضمن میں ہیں کتنی صفات
صبر ہر حال میں بہتر ہے، اس لیے کہ اس کے ضمن میں چند معنیٰ (فوائد) ہیں۔

حاصل: صبر کرنا ہر حالت میں بہتر اور مفید ہے اس سے صابر کو چند فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً (۱) فرمانِ الٰہی کی اتباع (۲) اس کے نتیجہ میں حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت ومعیت۔ (۳) انبیاء علیہم السلام اور صلحاء امت کی اتباع اور اس کی برکت وغیرہ (۴) اطمینانِ قلب (۵) ثوابِ دارین۔

صبوری ترا کامگاری دِھد — ز رنج وبلا رستگاری دِھد
کامگاری کامیابی صبر دے — رنج وبلا سے رستگاری صبر دے

صبر تجھے کامیابی دیتا ہے — رنج و بلا سے چھٹکارہ دیتا ہے

تشریح: کامگاری، کامیابی۔ رستگاری، نجات، چھٹکارہ۔
مطلب: صبر کامیابی دیتا ہے اور رنج و بلا سے نجات۔ صابر کے لیے دکھ درد کا سہنا آسان ہوتا ہے اور ایک دن اس کے فضل سے چھٹکارہ مل جاتا ہے۔

صبوری کنی گر ترا دیں بود — کہ تعجیل کارِ شیاطیں بود
صبر تو کریگا جو ہے دیندار — کہ جلدی مچانا ہے شیطانی کار
صبر کرے تو اگر تجھے دین (حاصل) ہوئے، کیونکہ جلد بازی شیطانوں کا کام ہے۔

حاصل، کامل دیندار صبر و تحمل سے کام لیتا ہے عجلت اور جلد بازی ہرگز نہیں کرنا کیونکہ جلد بازی شیطانی کام ہے وہی اس سے خوش ہوتا ہے۔ ۱۲ فیضِ کریم

در صفتِ راستی * سچائی کی تعریف میں

دلا راستی گر کنی اختیار — شود دولت ہمدم و بخت یار
اے دل گر سچائی کرے اختیار — دولت ہو ہمدم نصیبہ ہو یار
اے دل سچائی اگر کرے تو اختیار، ہووے دولت تیری ساتھی اور نصیبہ یار۔

تشریح، دولتت میں دوسری تا مضاف الیہ ہے ہمدم بمعنی ساتھی کا۔ بختیار، مشتق از بخت۔ بخت، نصیبہ۔ یار، دوست و مددگار۔
حاصل: سچائی سے کامیابی کی دولت نصیب ہوتی ہے اور سچا آدمی بانصیب اور معتبر ہوتا ہے اللہ اور اس کی مخلوق کے نزدیک۔

نہ پیچد سر از راستی ہوشمند — کہ از راستی نام گردد بلند
نہ پھیرے سچائی سے سر ہوشمند — کہ اس سے تیرا نام ہووے بلند
نہیں پھیرتا ہے سر سچائی سے عقلمند، کیونکہ سچائی سے نام ہوتا ہے بلند

مطلب: ظاہر ہے کہ عقلمند کسی موقعہ پر بھی سچائی سے روگردانی نہیں کرتا کہ وہ جانتا ہے کہ صداقت سے قدر و منزلت حاصل ہوتی ہے اور نام اونچا ہوتا ہے۔

دم از راستی گر زنی صبح وار ز تاریکئ جہل گیری کنار
صداقت سے گر سانس لے صبح وار پھر تو جہالت سے ہو بر کنار
سانس سچائی سے اگر لے تو صبح کی طرح، تو جہالت کی اندھیری سے کرے گا تو کنارہ۔

تشریح: دَم، سانس۔ وار، طرح، مانند یہ حرف تشبیہ ہے۔ کنار، کاف کے فتح سے بمعنی کنارہ، گوشہ۔ دم زدن سے مراد، بولنا، کنار گرفتن بمعنی الگ ہونا۔ فیض کریم
حاصل: یہ ہے جس طرح صبح صادق کے نور سے رات کی تاریکی سے نجات ملتی ہے ایسے ہی صداقت اور سچائی کی بدولت جہالت کی اندھیری اور جہالت کے کاموں سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

مزن دم بجز راستی زینہار کہ دارد فضیلت یمیں بر یسار
نہ بولو بجز راستی زینہار کہ ہے دایاں بائیں سے افضل اے یار
مت مار دم سوائے سچائی کے ہرگز، اس لیے کہ رکھتا ہے فضیلت دایاں بائیں پر۔

حاصل: دائیں کو بائیں پر اس لئے فوقیت اور فضیلت حاصل ہے کہ دائیں کو بھی فارسی میں راست کہتے ہیں اور سچائی کو راستی تو گویا دائیں کی راستی ( ) فضیلت کا سبب ہے اس لیے تجھے بھی سچائی اور راستی اختیار کرنی چاہیے۔
فائدہ: یہ محض شاعرانہ نکتہ آفرینی ہے۔

بہ از راستی در جہاں کار نیست کہ در گل بنِ راستی خار نیست
اچھا نہیں اس سے دنیا میں کار کہ اس کے شجر میں نہیں کوئی خار
بہتر سچائی سے دنیا میں کام نہیں ہے، کیونکہ سچائی کے درخت میں کانٹا نہیں ہے۔

تشریح: بہ، بہتر۔ راستی، سچائی، گلبن، درخت گلاب کا۔ خار، کانٹا مراد خرابی۔

حاصل : دنیا میں بہترین کام صداقت اور سچائی ہے اس سے سارا نظام درست رہتا ہے اور جھوٹ سے درہم برہم۔ سچائی وہ گلزار اور باغ ہے جس میں کوئی کانٹا اور خرابی نہیں ہے یہ شعر مصداق اس کے ہے :

راستی سیدھی سڑک ہے اس میں کچھ خطرہ نہیں
کوئی رہبر آج تک اس راہ میں بھٹکا نہیں

در مذمّتِ کذب ✻ جھوٹ کی برائی میں

کسے را کہ ناراستی گشت کار کجا روزِ محشر شود رستگار
ہوا جھوٹ دنیا میں جس کا بھی کار کہاں وہ قیامت میں ہو رستگار

جس شخص کا کہ جھوٹ ہو گیا کام، کہاں وہ قیامت کے دن ہو ویگا چھٹکارہ پانیوالا (عذاب سے)

تشریح : ناراستی، جھوٹ۔ کجا، کہاں، کب۔ اور یہ استفہام انکاری ہے یعنی نہیں چھٹیگا عذاب سے۔ روزِ محشر۔ قیامت کا دن، جمع ہونے کا دن۔ رستگار، اسم فاعل سماعی از رُست وگار بمعنی چھٹکارہ پانے والا۔ مطلب : جھوٹا آدمی قیامت کے دن عذاب سے بچنے والا نہیں خواہ جھوٹ قول میں ہو یا فعل میں یا عقیدہ میں۔ اگر عقیدہ میں جھوٹا ہو پھر تو کافر اور منافق ہے۔ قرآن میں ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس وجہ سے وہ کہ جھوٹے تھے (عقیدے میں) فیضِ کریم بتغیر یسیر

کسے را کہ گردد زبان دروغ چراغ دلش را نباشد فروغ
جس کی بھی ہووے زبانِ دروغ ملے اس کے دل کو نہیں ہے فروغ

جس شخص کی ہووے جھوٹ کی زبان، اس کے دل کے چراغ کے واسطے نہیں ہوتی روشنی

تشریح : گردد، مضارع از گردیدن بمعنی ہونا۔ زبانِ دروغ، جھوٹ کی زبان یا یہ مرکب توصیفی ہے بجائے اضافی کے یعنی جھوٹی زبان۔ مطلب دونوں کا ایک ہے کہ وہ جھوٹ کا عادی ہو۔ را بمعنی واسطے۔ مطلب : جھوٹے کا دل سیاہ ہو جاتا ہے کہ جھوٹ بڑا گناہ ہے اور گناہ

ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے دل پر، تو دل میں نور اور روشنی کہاں آئے گی۔ ۱۲

دروغ آدمی را کند شرمسار — دروغ آدمی را کند بے وقار
جھوٹ آدمی کو کرے شرمسار — جھوٹ آدمی کو کرے بے وقار
جھوٹ آدمی کو کرتا ہے شرمندہ — جھوٹ آدمی کو کرتا ہے بے عزت

تشریح، شرمسار بمعنی شرمندہ کہ سار بمعنی والا و شرم بمعنی شرم۔ بے وقار، بے عزت۔
مطلب: ظاہر ہے کہ جھوٹے کی نہ کوئی عزت کرے اور نہ اس کا اعتبار، بسا اوقات وہ اپنے جھوٹ پر نادم ہو جاتا ہے۔

ز کذّاب گیرد خردمند عار — کہ او را نیارد کسے در شمار
جھوٹے سے رکھے عقلمند عار — کرتا نہیں کوئی اس کو شمار
جھوٹے سے کرتا ہے عقلمند عار — کہ اس کو نہیں لاتا کوئی گنتی میں

تشریح: کذّاب بہت زیادہ جھوٹا۔ گیرد، پکڑے۔ اختیار کرے یہ مضارع کا واحد غائب ہے۔ عار، جھجک، شرم۔ نیارد کسے در شمار (کوئی نہ لائے گنتی میں) بھلے آدمیوں کی بلکہ اس کی عزت نہیں کرتا ہے کوئی۔ مطلب: جھوٹے آدمی سے عقلمند عار محسوس کرتا ہے کہ وہ ذلیل و خوار ہے اس کے پاس کون جائے یا کون منہ لگائے۔

دروغ اے برادر مگو زینہار — کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار
نہ کہہ جھوٹ بھیا میرے زینہار — کہ جھوٹا رہے خوار و بے اعتبار
جھوٹ اے بھائی مت کہہ ہرگز — کہ جھوٹا ہوتا ہے ذلیل اور بے اعتبار

تشریح: دروغ کا تعلق مگو سے ہے یعنی دروغ مگو یہ فعل مرکب ہے۔

ز ناراستی نیست کارے بتر — کزو گم شود نام نیک اے پسر
نہیں جھوٹ سے ہے کوئی کام بدتر — کہ گم ہووے نام اس سے نیک اے پسر

جھوٹ سے نہیں ہے کوئی کام زیادہ برا، کیوں کہ اس سے گم ہو جاتا ہے اچھا نام اے بیٹے۔

تشریح: کارے، کوئی کام، ے برائے تنکیر ہے۔ بتر، مخفف ہے بدتر کا بمعنی بہت زیادہ برا۔ گم شود، یعنی زائل اور ختم ہو جائے یہ فعل مضارع مرکب ہے۔ اے پسر، اے بیٹے۔ پیار کا لفظ ہے عام طور سے بڑے ایسے خطاب سے نصیحت دیتے وقت مخاطب کرتے ہیں۔
حاصل: کہ جھوٹ کی کہاں تک برائی ہو یہ برائی بہت سی برائیوں کی جڑ ہے انسان بہت سے گناہ جھوٹ کے پردے میں چھپا لیتا ہے اگر کوئی اس سے نیکی ہوگی تو وہ بھی جھوٹ سے گئی۔ ایک حدیث میں ہے "مومن سب کچھ ہو سکتا ہے جھوٹا نہیں ہو سکتا۔

در صنعتِ حق تعالیٰ ❋ اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے بیان میں

نگہ کن بریں گنبد زرنگار   کہ سقفش بود بے ستون استوار
سنہرا یہ گنبد نقشین دیکھ   بے ستون مضبوط ہے چھت اسکی دیکھ
نگاہ کر اس سنہرے نقشین گنبد پر، کہ اس کی چھت ہے بے ستون کے مضبوط

تشریح: گنبد، گول عمارت، قبہ، برج۔ زرنگار، سنہرا نقشیں۔ کہ زر، سونا اور نگار نقش یعنی جس چیز پر سونے کے نقش ہوں یہاں مراد اس سنہرے نقشیں گنبد سے آسمان ہے جو رات میں ستاروں کی چمک سے مانند سنہرے گنبد کے لگتا ہے۔ سقف، چھت۔ ستون، کھمبا، تھم۔ استوار مضبوط، محکم۔ مطلب: کہ قدرت کے عجائبات میں سے ایک آسمان بھی ہے ہزاروں سال سے بے ستون اور بے شگاف قائم ہے اس کی اونچائی، لمبائی چوڑائی غور و فکر کرنے اور دیکھنے والے کو حیرت میں ڈالتی ہے۔

سراپردۂ چرخ گردندہ بیں   درو شمعہائے فروزندہ بیں
گھومے سما اس کی جانب تو دیکھ   شمع روشن ہیں اسمیں یہ بھی تو دیکھ
گھومنے والا آسمان کا خیمہ دیکھ   اس میں روشن موم بتی دیکھ

تشریح: سراپردہ، بڑا خیمہ، یا بڑا پردہ جو مثل دیوار کے خیمہ کے گرد کھڑا کر دیتے ہیں۔

گردندہ، اسم فاعل سماعی، گھومنے والا، گردش کرنے والا۔ شمعہا، جمع شمع کی بمعنی موم بتی مراد مراد اس سے ستارے ہیں۔ فروزندہ، روشن بمعنی روشنی۔

حاصل: آسمان میں بلندی اور مضبوطی کے علاوہ دو باتیں اور بھی قابل غور ہیں ایک فلاسفہ کے نظریہ کے مطابق اس کا گھومنا۔ دوسری بات لاکھوں کروڑوں ستارے اور زمین کی دنیا پر ان کی تاثیرات دیکھو اس نظام میں انسان کے بے شمار فائدے رکھے ہیں اس لیے آسمان و زمین میں غور کر کے حق تعالیٰ کی عبادت میں زیادہ مصروف ہو جانا چاہئے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ آسمان گھومتا ہے یا زمین قدیم فلاسفہ آسمان کو اور جدید فلاسفہ زمین کو بتاتے ہیں شیخ سعدی کے شعر سے آسمان کا گھومنا معلوم ہوتا ہے بمطابق فلاسفۂ قدیم۔ ۱۲ فیض کریم

یکے پاسبان و یکے پادشاہ — یکے داد خواہ و یکے باج خواہ
ہے دربان کوئی کوئی بادشاہ — ہے فریادی کوئی کوئی باج خواہ
کوئی چوکی دار اور کوئی بادشاہ — کوئی فریادی اور کوئی محصول لینے والا

تشریح: یکے، ایک شخص یا کوئی شخص۔ پاسبان، نگہبان، چوکی دار۔ داد خواہ، اسم فاعل سماعی بمعنی انصاف چاہنے والا، یا فریادی یا مظلوم۔ باج خواہ، محصول اور لگان چاہنے والا

حاصل: جیسے آسمان اور اوپر کی کائنات یعنی موجود چیزیں اللہ تعالیٰ کے موجود اور معبود اور اس کے قادر مطلق ہونے کی خبر دیتے ہیں کہ اگر اس کے سوا اور خدا ہوتا زمین و آسمان درہم برہم ہو رہتے نہ آسمان کا نظام صحیح چل پاتا نہ زمین کا اور یہ مانا کہ سب ایک ماں باپ حضرت آدم و حوّا کی اولاد ہیں تاہم صورت و سیرت، حسن و جمال، دولت عہدے وغیرہ میں سب الگ الگ اور مختلف ہیں اس لیے ہر ایک چاہتا ہے کہ جمال اور مال وغیرہ میں سب سے فائق ہو اور سب سے لائق لیکن یہ من چاہی پوری نہیں ہوتی وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ سارا نظام کسی اور کے قبضہ میں ہے جو کمال علم و حکمت کے ساتھ کمال قدرت کا مالک ہے اپنے ارادہ اور حکمت سے جسے وہ چاہئے دیتا ہے نہ اسے کوئی روک سکے اور نہ مجبور بنا سکے ہمارے عزائم اور منصوبے تو آئے دن فیل ہوتے ہیں اس کے نہیں۔ آئندہ

شعروں میں اس کی قدرت سے مخلوقات کے مختلف احوال اور حالات بیان کئے ہیں تاکہ ان سے اللہ کو مانیں اور پہچانیں۔ فیض کریم بتغیر یسیر وتیسیر کثیر ۱۲

یکے شادمان و یکے دردمند — یکے کامران و یکے مستمند
خوش ہے جو کوئی کوئی دردمند — کوئی کامیاب اور کوئی مستمند
کوئی خوش ہے اور کوئی دردمند — کوئی کامیاب ہے اور کوئی غمگین

تشریح، شادمان، خوش وخرم، مسرور، مطمئن (لغات کشوری) مستمند، غمگین۔ مجازاً بمعنی ضرورت مند۔ مرکب ہے مست بمعنی غم وحاجت۔ مند بمعنی والا سے (کشوری ص۶۹۹)
مطلب: خوشی ناخوشی، کامیابی ناکامی سب اس کے ہاتھ میں ہے اور اسی پر نظر رہے جب خوشی آئے تو شکر کرے اور رنج وغم میں صبر کرے اور واویلا آہ و بکا سے کیا فائدہ۔

یکے باجدار و یکے تاجدار — یکے سرفراز و یکے خاکسار
لگان دے ہے کوئی کوئی تاجدار — کوئی سربلند ہے کوئی خاکسار
کوئی تاج رکھنے والا اور کوئی محصول دینے والا، کوئی سربلند اور کوئی ذلیل۔

تشریح: باجدار، اسم فاعل سماعی باج بمعنی محصول اور کھیتی کا لگان بدلے آبپاشی کے منجانب سرکار۔ دار امر از داشتن معنی ہوئے محصول رکھنے والا (اس کے بعد دینے والا) خاکسار، عاجز اور ذلیل۔ خاک، مٹی اور سار بمعنی مانند۔ جیسا بمعنی مثل خاک کے یعنی ذلیل اور عاجز۔

یکے بر حصیر و یکے بر سریر — یکے در پلاس و یکے در حریر
کوئی بوریئے پر تخت پر ہے کوئی — کوئی ٹاٹ میں ہے تو ریشم میں کوئی۔
کوئی بوریئے پر اور کوئی تخت پر — کوئی ٹاٹ میں اور کوئی ریشم میں

تشریح، حصیر، بوریا۔ سریر، تخت۔ پلاس، ٹاٹ۔ حریر، ریشم۔

یکے بے نواؤ یکے مالدار | یکے نامراد و یکے کام گار
کوئی بے نوا ہے کوئی مالدار | کوئی نامراد ہے کوئی کامگار
کوئی بے سامان اور کوئی مالدار | کوئی ناکام اور کوئی کامیاب

تشریح : بے نوا، بے سامان۔ نامراد، جس کی مراد پوری نہ ہو یعنی ناکام۔ کامگار، اسم فاعل سماعی ہے مرکب از کام وگار، کام بمعنی مقصد اور گار بمعنی والا، معنی ہوئے مقصد والا (کامیاب)

یکے در غناؤ یکے در عنا | یکے را بقا، یکے را فنا
غنا میں ہے کوئی کوئی باعنا | کسی کو بقا ہے کسی کو فنا
کوئی مالداری میں اور کوئی تکلیف (مشقت) میں، کسی کو بقا ہے اور کسی کو فنا یعنی کسی کو زندگی حاصل ہے اور کسی کو موت۔

تشریح ، غِنا، غین کے کسرہ سے، مالداری۔ عَنَا، بفتح عین تکلیف، مشقت اور بقا، سے زندگی اور فنا سے موت مراد ہے۔

یکے تندرست و یکے ناتواں | یکے سال خورد و یکے نوجواں
ہے تندرست کوئی کوئی ناتواں | کوئی ہے پرانا کوئی نوجواں
کوئی تندرست اور کوئی کمزور، کوئی پرانا اور کوئی نوجوان۔

یکے در صواب و یکے در خطار | یکے در دعاؤ یکے در دغا
درستی میں کوئی خطا میں ہے کوئی | دعا میں ہے کوئی دغا میں ہے کوئی۔
کوئی درستی میں اور کوئی غلطی میں، کوئی دعا میں اور کوئی دغا میں (دھوکہ میں)

حاصل : یعنی کوئی تو راہِ راست پر گامزن ہے اور کوئی غلط راہ پر کوئی اللہ تعالیٰ سے دعا اور التجا میں تو کوئی مکرو فریب اور دغا میں۔

یکے نیک کردار و نیک اعتقاد | یکے غرق در بحرِ فسق و فساد
کوئی باعمل اور نیک اعتقاد | ڈوبا کوئی بیچ فسق و فساد

کوئی اچھے عمل والا اور اچھے عقیدے والا، کوئی ڈوبا ہوا فسق و فساد کے دریا میں۔

یکے نیک خلق و یکے تند خو　　یکے بردبار و یکے جنگ جو
کوئی ہے خلیق اور کوئی سخت خُو　　کوئی بردبار ہے کوئی جنگ جو
کوئی اچھی عادت اور کوئی سخت عادت کا　　کوئی بردبار اور کوئی لڑاکو

یکے در تنعّم یکے در عذاب　　یکے در مشقت یکے کامیاب
کوئی نعمتوں میں کوئی در عذاب　　مشقت میں کوئی کوئی کامیاب
کوئی نعمت (خوشحالی) میں کوئی عذاب (تکلیف) میں، کوئی مشقت میں کوئی کامیاب۔

یکے در جہانِ جلالت امیر　　یکے در کمندِ حوادث اسیر
بڑائی کی دنیا میں کوئی امیر　　حوادث کے پھندے میں کوئی اسیر
کوئی بڑائی کی دنیا میں امیر　　کوئی حوادث کی کمند میں قیدی

تشریح: جلالت، بزرگی، بڑائی۔ حوادث، جمع حادثہ کی بمعنی آفات و مصائب۔

یکے در گلستانِ راحت مقیم　　یکے با غم و رنج و محنت ندیم
گلستانِ راحت میں کوئی مقیم　　کوئی رنج و غم کا ہوا ہے ندیم
کوئی آرام کے باغ میں رہنے والا، کوئی غم اور تکلیف اور محنت کا ہمنشین یعنی ان کو رکھنے والا۔

یکے را بُرون رفت ز اندازہ مال　　یکے در غمِ نان و خرجِ عیال
گنتی سے باہر کسی کا ہے مال　　کوئی غم میں روٹی کے ہے بدحوال
کسی کا باہر گیا اندازہ سے مال　　کوئی روٹی اور بال بچوں کے غم میں۔

تشریح: خرچِ عیال، جن کا خرچ انسان کے ذمہ ہو مثلاً بال بچے وغیرہ

یکے چوں گل از خرمی خندہ زن　　یکے را دل آزردہ خاطر حزن

خوشی سے کوئی مثلِ گل خندہ زن — کوئی غمزدہ اور خاطر حزن
کوئی مثل پھول کے خوشی سے ہنسنے والا — کسی کا دل آزردہ خاطر غمگین

تشریح : یکے را دل میں اضافت مقبولی ہے۔ دراصل دلِ یکے را ہے۔

یکے بستہ از بہر طاعت کمر — یکے در گنہ بردہ عمرے بسر
کوئی بہر طاعت ہے باندھے کمر — گناہ میں کسی نے عمر کی بسر
ایک نے باندھی ہے یا باندھے ہوئے ہے عبادت کے واسطے کمر، کسی نے گناہ میں کی ہے اپنی عمر تمام۔

تشریح : کمر بستہ کنایہ ہے آمادہ ہونے اور تیار ہونے سے بسر بُردن، تمام کرنا، ختم کرنا انجام تک پہونچنا آگے عبادت اور معصیت کی قدرے تفصیل ہے۔ ۱۲ فیضِ کریم

یکے را شب و روز مصحف بدست — یکے خفتہ در کنج میخانہ مست
کسی کے شب و روز قرآن پاس — کوئی سویا پی کر کے ہے بدحواس
ایک کے رات اور دن قرآن ہاتھ میں، ایک سویا ہوا شراب خانہ کے کونے میں مست۔

تشریح : کنج، کونہ، میخانہ، شراب خانہ

یکے بر درِ شرع مسمار وار — یکے در رہِ کفر زنّار دار
شریعت میں ہے کوئی مسمار وار — کوئی راہِ کفر میں ہے زنّار دار
کوئی شریعت کے دروازے پر میخ کے مانند، کوئی کفر کے راستہ میں زنّار رکھنے والا۔

تشریح : مسمار، میخ، کیل، چوبیا۔ وار، مانند، طرح، حرف تشبیہ ہے۔ زنّار، وہ دھاگا جو ہندو گلے میں اور آتش پرست کمر میں باندھتے ہیں۔ یہاں اکثر ہندو اسے ٹیڑھا کر کے گلے اور کمر میں ڈالتے ہیں۔ حاصل : کوئی تو شریعتِ اسلامیہ پر ثابت قدم جیسے میخ اپنے مقام پر مضبوط ہوتی ہے۔ اور کسی کے گلے میں کفر کا زنّار ہے۔

یکے مقبل و عالم و ہوشیار یکے مدبر و جاہل و شرمسار
کوئی بانصیب عالم و ہوشیار کوئی بدبخت جاہل و شرمسار
کوئی بانصیب اور عالم اور ہوشیار، کوئی بدبخت اور جاہل اور شرمندہ۔

تشریح ، مقبل، بانصیب۔ ہوشیار، ہوش بمعنی ہوش و یار بمعنی والا یعنی ہوش والا، عقلمند۔ مدبر، بدبخت۔ شرمسار، سار بمعنی والا۔ شرم، شرم۔
مطلب : کوئی عالم دین اور بانصیب اور عقلمند ہے۔ بانصیب اس معنی میں کہ وہ علم دین رکھتا ہے اور ہوشیار اس لیے کہ باعمل ہے اور اس کے بمقابل کوئی جاہل رہنے کی بنا پر بڑا بدبخت دنیا میں بھی اپنے بُرے انجام پر نادم اور آخرت میں بھی۔

یکے غازی و چابک و پہلوان یکے بزدل و سست و ترسندہ جاں
مجاہد کوئی چست اور پہلوان کوئی سست بزدل ہے ڈرپوک جان
کوئی مجاہد اور چست اور پہلوان کوئی بزدل اور سست اور ڈرپوک۔

تشریح ، غازی، کفر کے مقابلہ میں اسلام کی خاطر کافروں سے لڑنیوالا۔ چابک، چست ترسندہ، اسم فاعل قیاسی مضاف۔ جاں، مضاف الیہ اپنی جان کا خوف کھانیوالا۔
حاصل : ایک راہِ خدا میں جان تک کی بازی لگانے کے لیے تیار اور ایک بزدل ہے ڈرپوک اسے گھر سے نکلنا موت۔

یکے کاتب اہلِ دیانت ضمیر یکے دزدِ باطن کہ نامش دبیر
کوئی کاتب اہل دیانت ضمیر کوئی چور باطن کا نام ہے دبیر
کوئی ایک منشی دیانت دار دل کا ایک دل کا چور کہ اس کا نام منشی

تشریح ، کاتب، مضاف۔ اہلِ دیانت صفت مقدم۔ ضمیر موصوف کی مرکب توصیفی ہو کر مضاف الیہ ہوا اور اگر کاتب موصوف ہو تو صفت کاتب کی ہوئی۔
حاصل : اربابِ قلم اور سرکاری ملازم ۲ دو قسم کے ہیں بعض تو پورے دیانتدار اور روشن

دل ہیں رشوت وغیرہ سے محتاط رہتے ہیں۔ اور بعض رشوت خور کام چور ہیں۔ بظاہر تو وہ منشی اور محرّر کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن درحقیقت رشوت ستانی و حرام خوری کی وجہ سے وہ پوشیدہ چور ہیں۔ اصحاب قلم کے دوسرے طبقے مثلاً صحافی، مدیرانِ جرائد و رسائل و علمائے ارباب فتویٰ اس تقسیم سے خارج نہیں ہیں۔ ۱۲ فیضِ کریم

در منع امیّد از مخلوقات مخلوقات سے امید رکھنے کی ممانعت کے بیان میں

ماسبق سے جب یہ معلوم ہوگیا کہ سب کچھ مشیّت ایزدی سے ہوتا ہے اور وہی قادر مطلق ہے اور مخلوق اس کے بالمقابل ہیچ ہے اس لیے اسی سے امید وابستہ رکھنا چاہیے اور اسی پر توکل اسبابِ اختیاریہ کے بعد اور اس بے وفا اور فانی دنیا اور زمانہ پر اعتماد نہ کرنا چاہیے اگلے اشعار میں اسی چیز کو بیان کیا گیا۔

ازیں پس مکن تکیہ بر روزگار — کہ ناگہ زجانت برآرد دِمار

زماں پر بھروسہ نہ کر جان پاک — اچانک تجھے یہ کرے گا ہلاک

اس کے بعد مت کر بھروسہ زمانے پر، کیونکہ اچانک تیری جان سے نکالے گا ہلاکت۔

تشریح: دِمار، عربی میں دال کے فتح اور فارسی میں کسرہ کے ساتھ بمعنی ہلاکت۔ دِمار، جو مصدر عربی میں بروزن فَعال بفتح فا کلمہ ہو تو بعض اوقات فارسی میں بکسرِ فا پڑھتے ہیں جیسے خِراج، رِواج، وِداع، دِمار اسی قبیل سے ہے (غیاث اللغات)۔ دِمار برآوردن بمعنی ہلاک کرنا۔ حقیقت میں موت زندگی حق تعالیٰ شانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہے تاہم ہلاک کرنے کی نسبت زمانہ کی طرف مجازاً ہے۔

حاصل: زبان اور اہلِ زبان پر بھروسہ نہ کر موت کے مقررہ وقت پر کوئی کام نہیں دیتا۔

مکن تکیہ بر لشکرِ بے عدد — کہ شاید زنصرت نیابی مدد

بھروسہ نہ کر فوج پر بے عدد — تو شاید کہ رب سے نپائے مدد

مت کر بھروسہ بیشمار فوج پر، کہ شاید نصرت (تائید) الٰہی سے نپائے تو مدد۔

مطلب : یہاں فوج رکھنے والوں کو خطاب ہے کہ اپنی کثیر تعداد فوج پر بھروسہ نہ کرو جب تک تائید آسمانی اور توفیقِ الٰہی شامل نہ ہو تو وہ فوج مغلوب ہو جائے اور جو اس کی مدد شاملِ حال ہو تو ذرا سی مٹھی بھر جماعت غالب آجائے۔ کَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ۔

مکن تکیہ بر ملک و جاہ و حشم　　کہ پیش از تو بود ست و بعد از تو ہم

بھروسہ نہ کر ملک و جاہ و حشم پے　　پہلے بھی تجھ سے ہے بعد تجھ سے

مت کر بھروسہ ملک اور مرتبہ اور نوکر چاکر (یا دبدبہ) پر، کہ (یہ ملک وغیرہ) تیرے سے پہلے بھی سجا ہے اور تیرے بعد بھی (رہے گا) دوسرے کے پاس۔

حاصل : دنیا کی مذکورہ چیزیں پہلے کسی اور کے پاس تھیں اب اُن سے تیرے پاس آگئیں پھر ایک دن تیرے سے کسی اور کے پاس منتقل ہو جائیں گی اس لیے انہیں مقصودِ حیات نہ بنائیں اور نہ ان پر اعتماد کریں۔

مکن بد کہ بد بینی از یارِ نیک　　نمی روید از تخمِ بد، بار نیک

برائی نہ کر تو وہی دیکھے کل　　بُرے بیج سے نہ اُگے اچھا پھل

مت کر برائی کہ برائی دیکھے گا تو اچھے یار سے بھی، نہیں جمتا ہے بُرے بیج سے اچھا پھل۔

مطلب : برا نہ کرنا چاہئے اور نہ کسی کا نقصان، اور نہیں مانیگا تو اچھے دوستوں سے بھی اچھائی کے بجائے برائی کا بدلہ برائی پائے گا چہ جائیکہ بروں سے۔ ۱۲ قرآن کریم میں ہے کہ برائی کا بدلہ برائی ظاہری ہے جیسے برے بیج سے برا پھل اُگے نہ کہ اچھا تو اچھے یار بھی برائی کا بدلہ برائی سے دیں گے یہ الگ بات ہے کوئی صاحبِ ظرف و عالی ہمت جوانمردی سے اس کے باوجود اچھائی کا معاملہ کرے۔

بسا پادشاہانِ کشور نشاں　　بسا پہلوانانِ کشورستاں

بہت بادشاہ تھے ملک رکھنے والے ❊ بہت پہلوان تھے ملک لینے والے

بہت سے بادشاہ تھے نشانِ ملک والے یعنی ملک رکھنے والے، بہت سے پہلوان تھے ملک

حاصل کرنے والے جیتنے والے۔

تشریح: بعض نسخوں میں پہلا مصرعہ کشور نشاں کے بجائے سلطان نشاں ہے بمعنی نشانِ غلبہ، غلبہ کا نشان والے یاد رہے کشور نشاں یا سلطان نشاں دراصل نشانِ کشور و نشانِ سلطان ہے۔ مضاف الیہ کو مضاف کی جگہ رکھ دیا اور شروع میں ہر ایک کے صاحب محذوف ہے اسے صاحبِ نشان کشور۔ الخ دوسرے مصرعہ میں کشورستاں ہے اسم فاعل سماعی ملک لینے والے، جیتنے والے۔ ترکیبِ شعر: فیضِ کریم میں کہا کہ یہاں بودہ اند فعل ناقص محذوف ہے پادشاہانِ کشور نشاں مرکب توصیفی ہو کر اسم فعل ناقص کا ہوا اور بسا خبر اور پورا جملہ ہو کر معطوف علیہ اور اگلے دوسرے مصرعہ کے شروع میں واو حرفِ عطف محذوف اور وہ مصرعہ معطوف ہے۔ پھر اس کے بعد کے مصرعوں سے واؤ محذوف اور وہ بھی اسی طرح معطوف علیہ معطوف یعنی مصرعہ بسا سرو قد و بسا گلعذار تک شروع کا واؤ عاطفہ محذوف اور یہ سب مصرعہ معطوف ہوئے پہلے پر پھر پہلا معطوف علیہ اپنے جملہ معطوفوں سے جو ایک اعتبار سے معطوف علیہ یعنی اپنے پہلے مصرعہ کے اعتبار سے ہر مصرعہ معطوف ہے اور بعد والے کے اعتبار سے معطوف علیہ تو مل ملا کر مفسّر: مصرعہ کہ کردند پیراہن عمر چاک تفسیر مفسّر تفسیر سے ملکر جملہ تفسیریہ ہوا۔

بسا تُند گُردانِ لشکر شکن بسا شیر مردانِ شمشیر زن

بہت سخت گرداں تھے لشکر شکن بہت سے بہادر تھے شمشیر زن

بہت سے سخت پہلوان لشکر کو توڑنے والے و شکست دینے والے، بہت سے بہادر مرد تلوار مارنے اور چلانے والے۔

تشریح، تُند بمعنی سخت صفت مقدم۔ گُردان جمع گرد کی بمعنی پہلوان موصوف مؤخر، پھر یہ مرکب توصیفی ہو کر موصوف، لشکر شکن اسم فاعل سماعی صفت۔ شیر مردان جمع شیر مرد کی بمعنی بہادر موصوف شمشیر زن فاعل سماعی صفت۔ باقی ترکیب پہلے بیان ہو چکی کہ معطوف ہوا پہلے پر۔

بسا ماہرویانِ شمشاد قد بسا نازنینانِ خورشید خد

بہت چاند جیسے تھے شمشاد قد بہت نازنین تھے وہ خورشید خد

بہت سے خوبصورت شمشاد قد والے، بہت سے ناز نخرے والے سورج جیسے رخسار والے۔

تشریح: ماہرویان جمع ماہرو کی بمعنی چاند جیسی رو والا یعنی خوبصورت۔ شمشاد ایک درخت ہے خوبصورت اور سیدھا اس لیے محبوب کے قد کو اس سے تشبیہ دیتے ہیں۔ نازنینان جمع نازنین کی بمعنی ناز نخرے والا، دل لبھانے والا، دل اچک لینے والا، خوبصورت۔ نازنین مرکب ہے ناز اور نین سے نین بمعنی والا یہ کلمۂ نسبت ہے۔ خورشید، سورج۔ خد، رخسار، گال۔

بسا ماہرویان نو خاستہ بسا نو عروسانِ آراستہ

بہت نو عمر چاند جیسے کہیں بہت نئی دولہن جو سجکر رہیں

بہت سے خوبصورت نوعمر، بہت سی نئی دولہن سنوری ہوئی۔

تشریح: نوخاستہ، نوجوان، نوعمر، نئی اٹھان والا۔ عروسان جمع ہے عروس کی بمعنی دلہا دولہن۔ اکثر دولہن کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ آراستہ، اسم مفعول، سنواری یا سنوری ہوئی، یا بناؤ سنگار کی ہوئی۔

بسا نامدار و بسا کامگار بسا سرو قد و بسا گلعذار

ہوئے نامدار ہیں بہت کامیاب بہت سرو قد چہرہ مثلِ گلاب

بہت سے نامور اور بہت سے کامیاب، بہت سے سرو جیسے قد والے بہت سے پھول جیسے رخسار والے

تشریح: سرو، ایک بلند سیدھا اور خوشنما درخت ہے جس سے محبوب کے قد کو تشبیہ دیتے ہیں۔ گل عذار، رخسار بمعنی پھول جیسے رخسار والا۔

کہ کردند پیراہن عمر چاک کشیدند سر در گریبان خاک

کیا سب نے کرتا عمر کا ہے چاک چھپایا ہے سر اپنا در زیرِ خاک

کہ کیا انھوں نے عمر کا کرتا چاک، کھینچا سر مٹی کے گریبان میں۔

تشریح: پیراہن، کرتا، لباس۔ چاک، پھٹا ہوا، چاک کرنا، پھاڑنا، عمر کا کرتا چاک کرنا یعنی مرنا۔ سر مٹی کے گریبان میں کھینچنا یعنی دفن ہونا۔ حاصل: کہ نوعِ انسانی کے مذکور طبقے جنہوں نے ایک عرصہ تک دنیا کو اپنی شان و شوکت، زور و طاقت اور حسن و جمال سے مسخر اور تابع کیے۔

رکھا۔ آخرکار سب پیوندِ خاک کر دیئے گئے حتیٰ کے دنیا کے نقشہ سے ان کا نام و نشاں ہی مٹا دیا گیا۔ ۱۲ فیضِ کریم۔ بمصداق اس شعر کے:

جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے جھاڑ ان کی قبر پر ہیں اور نشان کچھ بھی نہیں۔

وایضاً

ہمصفیروں باغ میں ہے کوئی دن کا چہچہا بلبلیں اڑجائیں گی سُونا چمن رہ جائیگا

نام شاہانِ جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں جو رہے گا باقی نامِ پنج تن رہ جائے گا

جو پڑھے گا صاحبِ لولاک پر بیحد درُود آگ سے محفوظ اس کا تن بدن رہ جائیگا

آگے دنیا کی بے ثباتی کا بیان ہے۔

چناں خرمنِ عمر شاں شد بباد که هرگز کسے زاں نشانے نداد

یوں برباد ان کی عمر ہو گئی نشانی نہ انسے یہاں کچھ رہی

اس طرح کھلیان ان کی عمر کا ہوا برباد، کہ ہرگز کسی نے ان کا کوئی نشان (پتہ) نہ دیا کون تھے کہاں ہیں۔

مطلب: دنیا میں نیست و نابود ہو کر رہ گئے،

جو بھی چیزیں ہیں خدا کے ماسوا سب فنا ہے سب فنا ہے سب فنا

منه دل بریں منزلِ جانستاں که در دے نه بینی دلے شادماں

نہ رکھ دل جہاں جان لیوا یہ ناداں کسی کا نہ دل اس میں دیکھے تو شاداں

مت رکھ دل اس جان لیوا منزل (دنیا) پر، کہ اس میں نہ دیکھے گا تو کوئی دل خوش۔

مطلب: اس جان لیوا دنیا میں کوئی ہر طرح خوش و خرم نہیں کسی نہ کسی طور سے رنج و غم اور ابتلا میں گرفتار ہے جو جتنا مالدار اتنا ہی پریشان ہے۔

منه دل بریں کاخِ خرّم ہوا که می بارد از آسمانش بلا

نہ رکھ دل مکاں خوش ہوا پر بھلا کہ برسے ہے اِس کے سما سے بلا

مت رکھ دل اس خوش ہوا محل پر، کیونکہ برستی ہے اس کے آسمان سے مصیبت۔

حاصل: دنیا جو بظاہر ایک خوش ہوا اور جاذبِ نظر محل ہے اس سے دل نہ لگانا چاہیے یہاں

نت نئے روز حوادثات آتے رہتے ہیں۔ فیضِ کریم

ثباتے ندارد جہاں اے پسر — بغفلت مبر عمر در وے بسر
نہ رکھے جہاں پائیداری پسر — نہ غفلت سے کر عمر اس میں بسر
کوئی پائیداری نہیں سکتی ہے دنیا اے بیٹے، غفلت سے مت کر عمر اس میں بسر، یا مت ختم کر عمر اس میں۔

تشریح: ثبات، پائیداری، برقرار رہنا۔ بسر، عمر دن ختم کرنا یا بسر کرنا۔ حاصل: اس ناپائیدار دنیا اور جہان فانی سے دل کو نہ لگانا چاہئے اور نہ خدا سے غافل ہو کر زندگی بسر کرنا چاہئے بلکہ دین اسلام پر کار بند رہ کر اس کی تبلیغ و ترویج میں اپنے قیمتی اوقات صرف کرنا چاہئے۔ تاکہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور دونوں جہاں میں خیر و عافیت اور ابدی راحت حاصل ہو۔

مکن تکیہ بر ملک و فرماندہی — کہ ناگہ چو فرماں رسد جاں دہی
بھروسہ نہ ہرگز ملک پر کرے — اچانک جو فرمان پہنچے مرے
مت کر بھروسہ ملک اور حکومت پر، کیونکہ اچانک جب حکم پہنچے گا جان دیوے گا تو۔

حاصل: موت کا ایک وقت ہے نہ آگے نہ پیچھے قرآن کریم میں یہی ہے۔ اور اس سے نہ خود بچے اور نہ ملک اور سلطنت بچا سکیں پھر کس کا اعتماد اور بھروسہ کریں بس اللہ وحدہٗ لاشریک پر۔

منہ دل بریں دیر ناپائدار — ز سعدی ہمیں یک سخن یاد دار
نہ دنیا سے دل کو لگا اے عباد — یہی بات سعدی سے رکھنا ہے یاد
مت رکھ دل اس ناپائیدار بت خانہ پر، سعدی سے یا سعدی کی یہی ایک بات یاد رکھ۔

تشریح: دیر، بت خانہ، مندر۔ ناپائیدار، نہ ٹھہرنے والی دیر۔ ناپائیدار سے مراد دنیا ہے۔
مطلب: جب دنیا کی اس قدر برائی آپ کو معلوم ہو چکی اور یہ بھی طے ہے کہ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ تو کم از کم اگر سعدی کی اور بات یاد نہ رکھ سکو تو یہی ایک بات گرہ سے باندھ لو کہ دنیا سے دل نہ لگاؤ۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين ۔ وانا العبد الضعيف المدعو بمحمد احمد بن محمد اسماعيل بھیسانوی مقیم مدرسہ امداد الاسلام کمال پور بلندشہر ۔
۲۹ صفر المظفر ۱۴۱۲ھ بیوم الاثنین

تقریظات

حضرت اقدس مولانا عبد الخالق سنبھلی صاحب مدظلہ

استاذ حدیث ونائب مہتمم دار العلوم دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

ہمدست کتاب رحیما شرح کریما جس کو مولانا محمد احمد صاحب نے بڑی عرق ریزی سے تیار کیا ہے، بہت پسند آئی، اشعار کا ترجمہ بھی نہایت مناسب ہے نیز ہر شعر کا ترجمہ شعر میں ہی کیا گیا ہے جس سے اسکی خوبی دوبالا ہو گئی ہے، شیخ سعدی کی یہ کتاب "کریما" فارسی ادب میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے، برصغیر خاص کر ہندو پاک میں پھیلے ہوئے جملہ مدارس عربیہ میں یہ کتاب داخل نصاب ہے۔ اور معنویت کے لحاظ سے دریا بہ کوزہ کا مصداق ہے کہ الفاظ کے ذخیرے کے ساتھ اس میں گراں قدر نصائح وآداب زندگی پر مشتمل عمدہ مواد میسر ہے مگر فارسی داں حضرات ہی ان انمول موتیوں کو چن سکتے تھے، شارح موصوف نے تشریح اور اردو ترجمانی کر کے اردو داں طبقہ کے لیے بھی اس سے استفادہ کو عام کر دیا، یوں تو کریما کے اور بھی ترجمے اور شرح ہیں مگر موصوف کی شرح بہت جامع ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے آگے مزید علمی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین یارب العالمین۔

خیر خواہ عبد الخالق سنبھلی

۹/۳/۱۴۲۵ھ

حبیب الامت حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن صاحب خیرآبادی مفتی اعظم دار العلوم دیوبند

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد:

مولانا محمد احمد صاحب ساکن بھیسانی اسلام پوری کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ موصوف نے "کریما" کے اشعار کا اردو نثر ونظم میں ترجمہ فرمایا ہر لفظ کا معنی وتشریح اس کا مطلب بھی وضاحت سے لکھا، مشکل جملوں کی ترکیب بھی بخوبی بتائی، اب یہ کتاب معلمین اور متعلمین ہر دو کے لیے بہت نفع بخش ہوگی۔ پڑھنے سے اندازہ ہوا کہ مولانا موصوف فارسی زبان سے اچھی مناسبت بلکہ مہارت رکھتے ہیں دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے اس ترجمہ وتشریح کو قبولیت عطا فرمائے اور مترجم کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔

فقط۔ حبیب الرحمٰن خیرآبادی عفی اللہ عنہ ۵ صفر ۱۴۲۵ھ